THE ALHAKAM, QADIAN — رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار — ہفتہ وار

جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا!

الحکم

ایڈیٹر: شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مینیجر: شیخ محمود احمد عرفانی

ہر ماہ کی ۷ / ۱۴ / ۲۱ / ۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے

جلد (۳۷) — قادیان ۱۴ فروری ۱۹۳۴ء مطابق ۲۹ شوال ۱۳۵۲ھ — یوم چہارشنبہ — نمبر (۵)

الحکم کے اجراء پر حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا اظہار مسرت بذریعہ مکتوب مبارک

مکرمی شیخ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ معلوم کر کے بےحد خوشی ہوئی ہے کہ آپ الحکم کو پھر جاری کرنے لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ برکت دے۔ اور اس ارادہ کی تکمیل کے سامان پیدا کر دے۔ (آمین ثم آمین)

"الحکم" سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار ہے اور جو موقع خدمت کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری زمانہ میں اسے اور بدر کو ملا ہے۔ وہ کروڑوں روپیہ صرف کر کے بھی اور کسی اخبار کو نہیں مل سکتا۔

میں کہتا ہوں کہ الحکم ظاہری صورت میں زندہ رہے یا نہ رہے۔ لیکن اس کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ سلسلہ کا کوئی مہتم بالشان کام اس کا ذکر کئے بغیر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ "تاریخ سلسلہ" کا حامل ہے۔ لیکن دل یہی چاہتا ہے کہ الحکم جس کا نام ہی بتا رہا ہے کہ ابتدائے ایام سے سلسلہ کے افراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا درجہ سمجھتے تھے۔ اپنی ظاہری صورت میں بھی زندہ رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی نسل کو اس کی خدمت کی توفیق دیتا رہے۔ اَللّٰھُمَّ آمین۔

خاکسار

مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

(۷ جنوری ۱۹۳۴ء)

"الحکم" اور اُس کے خریدار و انصار

"الحکم" کے مربیوں کے اس قدر خطوط روزانہ ڈاک سے آرہے ہیں اسکی قبولیت کو دیکھ کر ہر خط پر بغلب گریاں سجدۂ شکر کرتا ہوں۔ اپنی ہیچمیرزی اور تہی دستی کو دیکھتا ہوں تو شرم آتی ہے خدا کے فضل کو دیکھتا ہوں تو سر جھک جاتا ہے۔ میں دوستوں سے کہوں گا کہ یہ بستر علالت یا بستر مرگ کی آواز ہے۔ کہ بیشک "الحکم" کے ذریعہ جو خوشی آپ کو ہوتی ہے۔ اور آپکے قلم میں جوش پیدا ہوتا ہے۔ وہ بھی ایک چیز ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ آؤ اب جوش اور جذبات سے نکل کر کوئی عملی کام کریں۔

جیسے میاں مظفر الدین صاحب خلف الرشید میاں تاج الدین صاحب رضی اللہ عنہ سرحد میں۔ اور شیخ عبد الحکیم صاحب نئی دہلی میں کام کر رہے ہیں۔

اکثر دوستوں نے مجھے لکھا ہے کہ حقائق القرآن اور افادات البخاری جیسے متنقل مضامین بیشک قابل قدر ہیں۔ اور ہمیں کسی دوسرے ذریعہ سے بھی ان کے ملجانے کا یقین ہے آپ اسکی بجائے ملفوظات احمدیہ کو سلسلہ وار درج کریں کہ نئے آنے والوں کے لئے وہ روح حیات ہے۔ اور خدام قدیم کے ایمان کے بڑھانے کا ذریعہ"۔ بہت بہتر ؏

"سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے"

سرحد سے مجھے ایک مخلص دوست نے جن کا نام میں اسلئے ظاہر نہیں کرتا کہ میں جانتا ہوں کہ وہ اس کو پسند نہیں کرتے۔ انھوں نے تصوف و معرفت کے نکتوں سے لبریز ایک خط لکھا ہے۔ اور الحکم کے اجراء پر اس قدر اظہار مسرت کیا ہے کہ وہ اس کے ماہواری اخراجات میں ساتویں حصہ کے شریک ہو گئے ہیں۔ اور اپنی اس دیوانگی پر نازاں ہیں۔ مجھے کہتے ہیں کہ الحکم کی معیت کرنے والے چھ سات دیوانے اور مل جائینگے۔ اور اپنی امداد کا سلسلہ پچیس ۲۵ روپیہ ماہوار کے حساب سے شروع کر رہے ہیں۔ میں اس دیوانے کو خدا کے محبوب دیوانے کا ایک شعر سناتا ہوں کہ یہ دیوانگی نہیں ہوشیاری ہے۔ خدا کرے ہم میں سے ہر ایک عشق مولیٰ میں دیوانہ ہو۔ فرماتے ہیں ؎

"تا نہ دیوانہ شدم ہوش نیامد بسرم
اے جنوں گرد تو گردم کہ چہ احساں کردی"

میں اسکے اموال اور اولاد کی برکت کی دعا کرتا ہوں ۔۔۔!

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہندوستان میں ایک شخص کو بیعت لینے کی اجازت دی تھی۔ میں اسے سب سے پہلا بیعت کا اجازت نامہ یقین کرتا ہوں۔ اس بزرگ کا نام مولوی ابو الخیر عبد اللہ صاحب ولد ابو عبد اللہ احمد تھا۔ وہ ننگی ضلع چاپسدہ کے رہنے والے تھے۔ مجھے شبہ ہوتا ہے کہ یہ بزرگ کسی قریب یا دور کے رشتہ سے اس دیولنے سے تعلق نہ رکھتا ہو۔ میں نے سرحد کے بعض دوستوں سے تحقیقات کرانی چاہی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ اب پھر کوشش کرونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(عرفانی)

الحکم کے متعلق ایڈیٹر صاحب ریویو آف ریلیجنز کی رائے

ریویو آف ریلیجنز ۵ فروری کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ:۔

"الحکم" حضرت مسیح موعود علیہ اسلام کی پیاری یادگار پھر اسی روحانیت افزا ساز و سامان کے ساتھ میدان صحافت میں جلوہ گر ہوا۔ اور ہم وابستگان دامن احمدیت کو ایک بار پھر اس زمانہ کی جھلک دکھادی جس کے لئے تیرہ صدیوں سے اولیاء امت و صلحاء ملت کو انتظار تھا۔ خدا کرے اب کے ہم نہ صرف ملکہ ہماری نسلیں بھی اس سے متمتع ہوتی رہیں۔ شیخ صاحب کی

قاضی اکمل

قاضی اکمل میرے دیرینہ رفقائے کار میں سے ہیں۔ ان کے اندر ایک دل سوز اور کام کرنے والا دل ہے۔ "الحکم" کے اجرائے ثانی پر انھوں نے ایک رباعی لکھ کر بھیجی ہے اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک الہام کو اسطرح پر مرصع کر دیا ہے۔ کہ الحکم کی شان دوبالا ہو جاتی ہے۔ "الحکم" حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام میں اور بعض اور رنگوں میں آیا ہے۔ مقامات کی پیشگوئی میں بھی وہ شریک ہے۔ اور ایک بار حضرتؑ کو الہام ہوا تھا "اقبال" اور "کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہوگئے"

اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام "الحکم" ہی پڑھ رہے تھے اور بھی بعض مواقع ہیں۔ جن کا ذکر کبھی آجائے گا۔ اس واسطے میں اپنے دیرینہ رفیق کا اور محب صمیم کے ہدیہ کو شکریہ کے ساتھ درج کرتا ہوں۔ (عرفانی)

رباعی

"الحکم" حق کا علم بردار شائع ہوگیا!
"بازوئے احمد" "پیام یار" شائع ہوگیا!
دیکھتے ہی بول اٹھا اکمل بصد جوش طرب
"دیکھو میرے دوستو اخبار شائع ہوگیا"
(الہام مسیح موعودؑ)

ہمت عالیہ سے امید تو یہی ہے۔ آخر وہ وقت بھی تھا جبکہ اس چھوٹے سے گاؤں میں پریس کا لانا۔ اور کسی اخبار کا جاری کرنا عجیب بات معلوم ہوتی تھی۔ لیکن شیخ صاحب نے اپنی نوجوانی میں جبکہ انسان اپنے آپ کو بھی سنبھالنے کے قابل نہیں ہوتا۔ یہ سب کچھ کر دکھایا۔ بلکہ آج سے سنتالیس ۴۷ سال پیشتر ۴۸×۳۶ سائز کی ڈبل مشین لے آئے اور سٹیم مشین چلا دیا۔ الحکم کو روزانہ کر دیا۔ موجودہ حالت میں تو یہ باتیں حدیث العہد لوگوں کو معمولی معلوم ہوتی ہوں گی۔ میں جن حالات میں الحکم گذر چکا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت نمائیوں کے بہت سے نشان ہیں۔ الحکم کے سلسلہ جدیدہ میں آج سے پچاس سال پیشتر کے حالات۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقالات مکتوبات۔ آپ کے صحابہؓ کے سوانح۔ حضرت خلیفہ ثانی کے درس القرآن کے نوٹ۔ غرضیکہ ایک تختۂ چمن ہے۔ جس میں گلہائے جنت اپنی شگفتگی سے مشام جاں کو معطر کر کے مست کر دیتے ہیں۔

میں دوستوں کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت عرفانی کی تحویل میں مسیح محمدی کی مے اعجاز کے کئی مٹکے پڑے ہیں۔ اب کہ انھوں نے فیاضی سے کام لے کر سرپوش اٹھایا ہے۔ تو بادہ کشان احمدیت کو اس صلائے عام کا مژدہ ہو۔ وہ اپنے اپنے جام لے کر بڑھیں۔ اور پیاس بجھا کر سرشار و شادکام ہوں۔ سالانہ قیمت پانچ روپے حجم $\frac{20\times30}{8}$ ۱۲ صفحے ہفتہ وار

عالیجناب نواب اکبر یار جنگ بہادر تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

مخدوم المکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخبار الحکم کے حالیہ پرچے نہایت ہی لاجواب اور قیمتی ہیں۔ اگر اسی آب و تاب سے اخبار جاری رہا تو سلسلہ کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپکی صحت میں برکت دے۔ مجھے اسوقت کے جملہ پرچے بیحد پسند ہوئے بہترین خیالات اور نایاب معلومات سے پُر ہیں۔

خانصاحب فقیر محمد خانصاحب ایگزیکٹو انجینیر اپنے ایک بیعے گرامی نامہ میں ایک فقرہ یوں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ قادیان سے روح کے لئے غذا تو آتی۔ مگر تھوڑی ہوتی ہے۔ اب الحکم جاری ہو رہا ہے تو خدا نے چاہا تو پیٹ بھر کے کھانے کو ملا کرے گا۔ شعر یاد نہیں مگر کچھ اس مضمون کا شعر ہے ؎

اے خوش آں روز کہ آئی و بصد ناز آئی
بیحجابانہ سوئے محفل ما باز آئی

ڈپٹی عبد اللطیف خان صاحب غازیپور سے تحریر فرماتے ہیں:۔ الحکم کی اشاعت اور آپکی ہمت مردانہ پر مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ خود خریدار ہوں گا۔ انشاء اللہ دوسرے کو بناؤں گا۔

خانصاحب عبد المجید خان صاحب مجسٹریٹ ریاست کپورتھلہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ الحکم کے اجراء سے مجھے بیحد خوشی ہوئی۔ میں پہلے اخبار کو پڑھ رہا تھا کہ ایک عزیز دوست کے مطالبہ پر میں نے الحکم ان کو بھیج دیا۔ اور کہلا بھیجا کہ میں اس سے مزا اٹھا رہا تھا۔ اسکو بند کر کے یعنی قربانی کر کے آپ کو بھیجتا ہوں۔ اور تاکید کر دی کہ خود واپس پہنچا دیں۔ انھوں نے اخبار میرے چھوٹے بھائی کو دے دیا۔ جنھوں نے غلطی سے اسی وقت مجھے نہ دیا۔ میں نے پہلے صاحب کے بھائی کے پاس اس تاخیر کی وجہ سے اظہار ناراضگی اور غصہ کیا۔ انھوں نے اسی وقت اخبار لا کر دیا۔ اور معذرت کی۔ تب مجھ کو تسلی ہوئی۔

یہ قصہ محض اسلئے میں نے بیان کیا ہے۔ کہ الحکم اسقدر مجھ کو عزیز ہے کہ اس کا جلد واپس آنا مجھکو گوارا نہ ہوا۔ خدا آپ کو اس نیکی کا جو آپنے اس عظیم الشان اخبار کے دوبارہ جاری کرنے میں کیا ہے اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

واقعی الحکم نے جو ہمارے سلسلہ عالیہ کی خدمت کی ہے وہ خدمت جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ کروڑوں روپیہ صرف کرنے سے دوسرے اخبار کو وہ منصب حاصل نہیں ہو سکتا بالکل درست ہے۔

کیا آپنے الحکم کیلئے خریدار بنانے کا کام شروع کر دیا؟

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام کی خوراک

الحکم کی کسی گزشتہ اشاعت میں حضرت اقدس کے دستر خوان کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو معزز درباریوں یعنی مخدومی ڈاکٹر صادق صاحب و شیخ عرفانی صاحب کی زبانی کچھ حالات شائع ہو چکے ہیں۔ حقیقتاً اس موضوع پر وہی لوگ ہی کچھ سنا سکتے ہیں جو اس مائدہ سماوی کی لذت سے بہرہ ور ہوئے۔ اور وہ لوگ جو اس کی شیریں چاشنی سے نا آشنا ہیں۔ وہ اس کے کیف وکم کے متعلق کیا کہہ سکتے ہیں۔ اگرچہ میرا علم بالواسطہ ہے۔ لیکن چونکہ میں بھی اسی گلشن کے چند خوشے پیش کروں گا۔ اسلئے یقیناً ناظرین الحکم کے لئے وہ بھی ضرور دلچسپی کا موجب ہوں گے۔ (مصباح الدین احمد)

حافظ محمد ابراہیم صاحب مہاجر قادیان کا بیان ہے کہ:۔ ایک دفعہ حضرت اقدس گورداسپور رتھے۔ مہمان کھانا کھا چکے۔ اور حضور کے لئے کھانا رکھنا یاد نہ رہا۔ حافظ حامد علی صاحب مرحوم نے عرض کیا "حضور! کھانا ختم ہو گیا ہے۔ کیا حضور کے لئے اور تیار کریں؟" فرمایا "کھانا تیار کرنے کی ضرورت نہیں ڈبل روٹی اور دودھ لے آؤ" دودھ نہ ملا فرمایا "کچھ حرج نہیں پانی میں بھگو کر کھا لیں گے"۔

ایک دفعہ لاہور سے چند مہمان آئے انھوں نے آپ کا کھانا کھا لیا فرمایا "کھانا نہ پکاؤ۔ مصری کا شربت پی لیں گے"۔

ایکدفعہ شام کیوقت حضور باہر تشریف لائے۔ اور فرمایا "دو سال ہوئے میں نے گوشت نہیں کھایا۔ اب میں کی روٹی بالائی کے ساتھ کھا کر آیا ہوں"۔

میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق کا بیان ہے کہ:۔

۱۹۰۳ء جب حضرت اقدس دہلی تشریف لے گئے حضور نے مجھے فرمایا کہ میر صاحب آپنے کھانے کا کیا انتظام کیا ہے۔؟ میں نے عرض کیا حضور یہاں کھانے کا انتظام فوراً ہو جاتا ہے۔ حضور نے ایک مٹھی روپوں کی نکال کر دے دی۔ میں نے مہمانوں کے لئے الگ کھانا تیار کرایا۔ اور حضرت اقدس کے لئے الگ آپ نے اس میں سے صرف آدھی روٹی کھائی۔ اور باقی کھانا واپس کر دیا۔ جب نماز کے لئے حضور مکان سے نیچے تشریف لائے تو فرمایا "میر صاحب کیا مہمانوں کے لئے بھی وہی کھانا پکایا تھا۔ جو مجھے بھیجا تھا؟" میں نے فخریہ کہا نہیں حضور! میں نے حضور کے لئے الگ کھانا پکایا تھا۔ آپنے فرمایا (۱) میر صاحب! مجھے روٹی سب مہمانوں کے کھلانے کے بعد بھیجا کریں (۲) جو سالن بچے اس کا بقیہ مجھے بھیجا کریں۔ (۳) میرے لئے خاص کھانا نہ پکوائیں (۴) مہمانوں کی ہر ضرورت کو پورا کرنا آپ کا فرض ہے"۔ کھانے کے وقت حسب ارشاد بچا ہوا سالن یعنی تلچھٹ حضور کی خدمت میں بھیجا گیا۔ آپنے فرمایا "کیا آم کا اچار ہو گا؟" میں نے گھر میں تیل میں آم کا اچار ڈلوا رکھا تھا۔ وہ پیش کیا۔ حضور نے آم کے اچار کے ساتھ اور تھوڑے سے سالن سے لقمہ لگا کر صرف آدھی روٹی کھائی۔ حضور دہلی میں تیرہ روز رہے ہر روز کھانے کے وقت حضور کو میں دو روٹیاں۔ تھوڑا سا بچا ہوا سالن اور آم کا اچار پیش کرتا۔ حضور اچار کی پھانک کو روٹی پر رکھ لیتے۔ اور اس کے ساتھ لقمہ لگا کر اور کچھ تھوڑا سا سالن لگا کر صرف آدھی روٹی کھاتے۔ بقیہ آدھی روٹی جس میں آم کا اچار لگا ہوا ہوتا وہ واپس کر دیتے۔ وہ میں اور بیوی کھا لیتے۔ دوسری روٹی مہمانوں کو تقسیم کر دیتا۔

مرزا اسمٰعیل بیگ صاحب جو حضرت اقدس کے بہت پرانے خادم ہیں۔ ان کی روایت ہے۔ کہ مجھے حضرت اقدس نے اپنی خدمت کے لئے منظور فرما لیا (۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۵ء تک جو عشرہ ہے اس کے شروع کیوقت کا ذکر ہے) تو میں حضرت اقدس کے زنان خانہ سے کھانا لایا کرتا تھا۔ اس میں چار روٹیاں اور کچھ سالن ہوتا تھا۔ حضور وہ چاروں روٹیاں چار آدمیوں میں تقسیم فرما دیتے اور ساتھ ہی حصہ رسدی سالن بھی دے دیتے۔ سالن میں جو شوربا وغیرہ تھوڑا سا بچ جاتا۔ حضور اسپر گذارہ کرتے۔ میں گھر سے اپنے لئے تین روٹیاں لایا کرتا تھا۔ میں ہر چند عرض کرتا کہ حضور کچھ تناول فرمالیں۔ لیکن حضور نہ کھاتے۔ کبھی کبھی دن بھر میں مجھ سے ایک پیالی چائے تیار کروا کر پی لیتے۔

میاں معراج الدین صاحب عمر رئیس لاہور کی روایت ہے کہ:۔ حضور کھانا تھوڑا کھاتے۔ اور چبا کر کھاتے۔ کھانے کے وقت حضور اچھی اچھی چیزیں دوسروں کو خود دیتے تھے اور بعض مؤلفۃ القلوب لوگوں کے لئے خود اٹھا کر ان کے آگے رکھتے تھے۔

مشہور آریہ لالہ ملاوامل صاحب ساکن قادیان کا بیان ہے کہ حضرت مرزا صاحب بہت کم خور اور کم خواب تھے۔ حضور کو گڑ مبہ اور دہی بہت پسند تھا۔

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن کی روایت ہے کہ حضور اس قدر کم خور تھے کہ حضور کی طشتری میں کبھی مرغ کی ٹانگ پکی ہوئی آتی۔ تو وہ بسا اوقات سالم کی سالم واپس ہو جاتی۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب رضی اللہ عنہ گڑیانی والے کی روایت ہے کہ مجھے سالن کھانے کا بہت شوق تھا۔ میں کثرت سے سالن کھاتا حضرت اپنی طشتری سے بوٹیاں اور سالن نکال کر میرے آگے رکھتے۔ اسطرح کئی دن گذر گئے۔ ایکدن کھانے کے وقت حضور نے فرمایا کہ "ایک بزرگ تھے۔ ان کے پاس جب کوئی بیعت کے لئے جاتا تو وہ پہلے اسے دو روٹیاں اور ایک چمچہ دال کا دیتے۔ اگر کسی سے دال بچ جاتی اور روٹی ختم ہو جاتی یا کسی سے روٹی بچ جاتی اور دال ختم ہو جاتی۔ تو وہ اسکی بیعت نہ لیتے۔ اور فرماتے کہ جو شخص دو روٹی اور ایک چمچہ دال کا آپس میں نبھا نہیں کر سکا۔ وہ ہمارے ساتھ کیا نبھا کر سکے گا"۔ جب حضور نے یہ قصہ سنایا۔ تو میں نے سمجھا کہ حضور نے میری تربیت کیلئے سنایا ہے۔ اس روز سے آجتک میری یہ کیفیت ہے کہ بعض وقت صرف ایک بوٹی سے روٹی کھا لیتا ہوں۔ اور بعض اوقات اس میں سے بھی کچھ حصہ بچ جاتا ہے۔ (جب ڈاکٹر صاحب مرحوم نے یہ واقعہ مجھے سنایا۔ تو ان کی آنکھیں اشکبار تھیں — مصباح الدین احمد)

قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری کی روایت ہے کہ کھانے کے وقت میں نے دیکھا۔ میں پنکھا جھلتا۔ اور ہاتھ دھلاتا تھا کہ کھانے میں چند پھلکے۔ آم کا اچار۔ دہی۔ اور کبھی کبھی کچھ پکے ہوئے آم بھی ہوتے بالعموم جیسا کھانا آتا ویسا ہی اٹھ جاتا۔ چند لقمے دہی اور شوربہ کے ساتھ حضور کھاتے۔ یا دو ایک آم چوس لیتے۔ جتنا آپ کھاتے اس سے بہت زیادہ روٹی کے ریزے ریزے کرتے۔ کسی نے پوچھا تو فرمایا چونٹیوں کا بھی حق ہے۔ چنانچہ کوٹھے پر وہ ریزے ڈالے جاتے۔ جسے پرندے اور کیڑے مکوڑے کھا جاتے۔

شیخ عرفانی صاحب مورخ سلسلہ کی ایک روایت جو سیرت مسیح موعودؑ کی کسی جلد میں شائع ہو چکی ہے۔ اس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایکدفعہ حضرت اقدس امرتسر میں تھے۔ سب مہمانوں کو کھانا کھلا دیا گیا حضرت اقدس کے لئے کھانا رکھنا یاد نہ رہا۔ جب رات کا کچھ حصہ گذر گیا تو حضور نے کھانے کے متعلق دریافت فرمایا۔ دیکھا تو کھانا کچھ باقی نہ تھا فرمایا وہ دستر خوان لے آؤ جس پر مہمانوں نے کھانا کھایا ہے۔ وہ لایا گیا۔ اس میں جو بچے ہوئے ٹکڑے تھے ان میں سے چند ٹکڑے کھا لئے۔ (حضرت اقدس نے اپنے ایک عربی قصیدہ میں یہ شعر لکھا ہے کہ ؎

لفاظات الموائد کان اکلی
فصرت الیوم مطعام الاھالی

معنی:۔ ایک وقت تھا کہ دستر خوان کے ٹکڑے میں کھاتا تھا۔ اب یہ حالت ہے کہ کئی قبیلے مجھ سے پرورش پا رہے ہیں) یہ شعر ایسے ہی واقعات کے متعلق ہے۔ مصباح الدین احمد)

مولوی غلام حسین صاحب ڈنگوی کی روایت ہے کہ ایکدفعہ حضرت اقدس لاہور میں تشریف لے گئے۔ شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم مالک انگلش ویئر ہاؤس نے حضرت اقدس کی دعوت کی۔ شیخ صاحب کے ساتھ چونکہ بڑے تعلقات تھے۔ انھوں نے کھانا تیار کرانے کا انتظام میرے سپرد کیا۔ حضرت کی دعوت کے شوق میں اعلیٰ قسم کے چاول۔ گوشت گھی اور دیگر ضروری اشیاء مہیا کی گئیں۔ باورچی کے لئے میں نے خلیفہ رجب الدین صاحب مرحوم کو کہلا بھیجا کہ وہ کسی اچھے باورچی کو بھجوا دیں۔ انھوں نے اپنے مذاق کے مطابق ایک کشمیری باورچی کو بھجوا دیا۔ اس نے پلاؤ اس انداز سے پکایا کہ چاول گھٹ گئے۔ جب کھانا پہنچایا گیا۔ تو چاولوں کو دیکھ کر شیخ صاحب کو بہت رنج ہوا اور اسی شدت رنج اور افسوس میں کھڑے ہو کر حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ حضور میں نے (میری طرف اشارہ کر کے) فلاں اپنے بھائی پر اعتماد کیا۔ اور میں اسکو بہت ہوشیار سمجھتا تھا۔ لیکن میں بہت نادم ہوں کہ ان کے تساہل سے چاول ملیچھ گئے ہیں۔ تو حضرت اقدس نے ہنس کر فرمایا:۔ "شیخ صاحب! اس میں افسوس کی کونسی بات ہے۔ چاول بھی موجود ہیں۔ گوشت بھی موجود ہے۔ گھی بھی موجود ہے۔ مصالحہ جات بھی موجود ہیں۔ اس میں سے گیا تو کچھ بھی نہیں۔ میں تو چاول زیادہ گلے ہوئے پسند کرتا ہوں"۔

(سبحان اللہ اللھم صل علی محمد وعلیٰ عبدک المسیح الموعود۔ مصباح الدین احمد)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں!

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا بیت اللہ میں۔ انچاس برس پیشتر کی ایک مناجات

دلم می بلرزد چو یاد آورم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مندرجہ بالا شعر ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء کو الہام ہوا تھا۔ آپ نے اس کی تشریح میں فرمایا کہ شوریدہ سے مراد دعا کرنے والا ہے۔ اور حرم سے مراد جس پر خدا تعالےٰ نے تباہی کو حرام کر دیا ہو۔ اور دلم می بلرزد بظاہر ایک غیر محل سا محاورہ ہو سکتا ہے۔ مگر یہ اسی کے مشابہ ہے۔ جو بخاری میں ہے کہ مومن کی جان نکالنے میں مجھے تردد ہوتا ہے۔ اور توریت میں جو پچھتانا وغیرہ کے الفاظ آئے ہیں۔ در اصل وہ اسی قسم کے محاورہ ہیں۔ جو اس سلسلہ کی ناواقفی کی وجہ سے لوگوں نے نہیں سمجھے۔ اس الہام میں خدا تعالےٰ کی اعلےٰ درجہ کی محبت اور رحمت کا اظہار ہے۔ اور حرم کے لفظ میں گویا حفاظت کی طرف اشارہ ہے۔ (الحکم جلد ۶ نمبر ۱۴ صفحہ ۱ کالم ۲)

یہ وہ تصریح ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ بالکل صحیح اور درست ہے خدا تعالےٰ کا کلام کسی زبان اور کسی صورت میں نازل ہو وہ ذو المعارف ہوتا ہے۔ امر واقعہ کے مطابق بھی یہ الہامی شعر ایک حیثیت رکھتا ہے۔

خاکسار عرفانی کو یہ عزت و سعادت حاصل ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض مخصوص دعاؤں کو شائع کیا ہے۔ بیت اللہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بالواسطہ ایک دعا کی ہے۔ اور یہ دعا اس وقت آپ نے زبانی جبکہ آپنے کوئی دعویٰ مسیح و مہدی کا نہ کیا تھا۔ مگر یہ شعور اور بصیرت آپ کو علم الٰہی سے دی گئی تھی کہ آپ مامور ہوئے ہیں۔ میں نہایت ادب سے اس حق کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ ان لوگوں کو جو اس نور اور حق سے جو مسیح موعود علیہ السلام کے نام سے دنیا میں آیا۔ اور انھوں نے اسے قبول نہ کیا۔ وہ غور کریں کہ اپنی بعثت سے ایک زمانہ پیشتر وہ اس گھر میں جو دنیا میں ہدایت کا بیت اول کہلاتا ہے۔ کن الفاظ میں خدا تعالےٰ کے حضور دعا کرتا ہے۔ اس الہام میں جو ۱۹۰۲ء میں ہوا۔ اس مناجات کی قبولیت کا ارشاد صادر ہوتا ہے اور اس کی زندگی کے واقعات اور وصال کے بعد آج تک کے حالات اس کی تصدیق کر رہے ہیں۔

یہ دعا آپنے لکھ کر حضرت منشی احمد جان صاحب مرحوم و مغفور کو دی تھی۔ جبکہ وہ حج کے لئے تشریف لے گئے تھے۔

منشی احمد جان صاحب مرحوم صاحبزادہ پیر افتخار احمد پیر منظور محمد صاحبان کے والد ماجد تھے۔ اور خود صاحب سلسلہ تھے۔ مگر آپنے اس حق کو پایا۔ اور اپنے مریدین اور اولاد کو قبول حق کی وصیت کی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ کی ساری اولاد الحمد للہ اس وقت قادیان میں مہاجرین کی صورت میں رہتی ہے اور حضرت منشی صاحب کو جناب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے ساتھ نسبت صہری تھی۔ اس ارشاد عالی کی تعمیل میں حضرت منشی احمد جان صاحب نے بیت اللہ میں جاکر حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں دعا کی۔ اور باواز بلند دعا کی۔ اور جماعت آمین کہتی تھی۔

مناجات شوریدہ اندر حرم

اس سال حج اکبر ہوا۔ یعنی جمعہ کے دن حج سے فراغت پاکر بخیر و عافیت جیسا کہ حضرت اقدس نے تحریر فرمایا تھا۔ واپس تشریف لائے اور گیارہ بارہ روز زندہ رہ کر ۱۳۰۳ھ میں لودہانہ میں وفات پائی۔ یہ اس دعا کی قبولیت کا ایک نشان ہے۔ حضرت اقدس نے منشی صاحب کی بخیر و عافیت واپسی کے لئے دعا کی تھی۔ اس دعا کی قبولیت تو ان کی مع الخیر واپسی سے ظاہر ہے۔ اور یہی ثبوت ہے۔ کہ یہ دعا جو اس خط میں درج ہے۔ وہ بھی قبول ہوئی۔ اور بعد کے واقعات اور حالات نے اسکی قبولیت کا مشاہدہ کرا دیا۔

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے۔

اس خط کے بوسیدہ ہو جانے کی وجہ سے کچھ حصہ گم ہو گیا ہے۔ جہاں نقطے دے دیئے ہیں۔ مگر یہ ضائع شدہ الفاظ مضمون کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ تقاضائے ادب مجھے مجبور کرتا ہے کہ میں ان الفاظ کو (جو سیاق و سباق عبارت سے بآسانی سمجھ میں آ سکتے ہیں) اپنی طرف سے نہ لکھوں۔ بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ دعا آپ کی سیرت آپکے ایمان علی اللہ اور جوش تبلیغ اور قبولیت دعا پر ایمان کے مختلف شعبوں کو ظاہر کرتی ہے۔ (عرفانی)

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد۔ باخویم مخدوم و مکرم منشی احمد جان صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

عنایت نامہ آں مخدوم پہنچا۔ اس عاجز کی غرض پہلے خط سے حج بیت اللہ کے بارے میں صرف اسی قدر تھی۔ کہ سامان سفر میسر ہونا چاہیئے۔ اب چونکہ خدا تعالیٰ نے زاد راہ میسر کر دیا اور عزم مصمم ہے۔ اور ہر طرح سامان درست ہے۔ اسلئے اب میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم آپکے یہ عمل قبول فرماوے۔ اور آپکا یہ قصد موجب خوشنودی حضرت عزاسمہ ہو۔ اور آپ خیر و عافیت اور سلامتی سے جاویں اور خیر و عافیت اور سلامتی سے بتحصیل مرضات اللہ واپس آویں۔ آمین یا رب العٰلمین۔

اور انشاء اللہ یہ عاجز آپکے لئے بہت دعا کرے گا۔ اور آپ کے محسن ہیں پہنچ گئے ہیں۔ آپنے اس ناکارہ کی بہت مدد کی ہے اور خالصاً للہ اپنے قول اور فعل اور خدمت سے حمایت اور نصرت کا حق بجا لائے جزاکم اللہ خیر الجزاء و احسن الیکم فی الدنیا والعقبیٰ۔

یہ عاجز یقین رکھتا ہے کہ آپ کا یہ عمل بھی حج سے کم نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ دل تو آپ کی اسقدر جدائی سے محزون اور مغموم رہے گا لیکن آپ جس دولت اور سعادت کو حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں اس فوز عظیم پر نظر کرنے سے انشراح خاطر ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کا حافظ اور حامی رہے۔ اور یہ سفر من کل الوجوہ مبارک کرے۔ آمین

اس عاجز ناکارہ کی ایک عاجزانہ التماس یاد رکھیں کہ جب آپ کو بیت اللہ کی زیارت بفضل اللہ تعالےٰ میسر ہو تو اس مقام محمود مبارک میں اس احقر عباد اللہ کی طرف سے انھیں لفظوں سے مسکنت اور غربت کے ہاتھ بحضور دل اٹھا کر گذارش کریں کہ:—

" اے ارحم الراحمین! ایک تیرا بندہ عاجز و ناکارہ پُرخطا اور نالائق غلام احمد جو تیری زمین ملک ہند میں ہے۔ اس کی یہ عرض ہے کہ اے ارحم الراحمین تو مجھ سے راضی ہو۔ اور میرے خطیات اور گناہوں کو بخش کہ تو غفور اور رحیم ہے۔ اور مجھ سے وہ کرا جس سے تو بہت ہی راضی ہو جائے۔ مجھ میں اور میرے نفس میں مشرق اور مغرب کی دوری ڈال۔ اور میری زندگی اور میری موت اور میری ہر ایک قوت جو مجھے حاصل ہے اپنی ہی راہ میں کرا اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار۔ اور اپنے ہی کامل محبین میں اُٹھا۔

اے ارحم الراحمین! جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے۔ اور جس خدمت کے لئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اس کو اپنے ہی فضل سے انجام تک ...... اور عاجز کے ہاتھ سے حجت اسلام مخالفین پر اور ان سب پر جو اسلام کی خوبیوں سے بے خبر ہیں پوری کر اور اس عاجز اور ...... اور مخلصوں اور ہم مشربوں کو مغفرت۔ اور مہربانی کے ...... حمایت میں رکھ کر دین و دنیا میں اُن کا متکفل ...... اور سب کو اپنے دار الرضا میں پہنچا۔ اور اپنے ...... اور اُس کے آل اور اصحاب پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام و برکات نازل کر۔ آمین یا رب العٰلمین "

یہ دعا ہے۔ جس کے لئے آپ پر فرض ہے کہ ان ہی الفاظ سے بلا تبدل و تغیر بیت اللہ میں حضرت ارحم الراحمین میں اس عاجز کی طرف سے کریں۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد ۱۳۰۳ھ

یہ خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت میں ایک بیش بہا باب کا متن ہے۔ میں قارئین کرام سے بار بار درخواست کردں گا کہ وہ اس کو پڑھیں کہ کیا یہ اس قلب کی تصویر ہو سکتی ہے۔ جس کو کاذب اور مفتری کہا جاتا ہے؟ یا اس ضمیر پر تنویر کا مرقع ہے۔ جو خدا کی راہ میں فانی اور خدمت دین کے لئے ایک غیر فانی جوش اپنے قلب میں رکھتا ہے۔ اور وہ اس شور سے بول رہا ہے کہ خدا نے اسے کھڑا کیا ہے۔ اور اس کی زندگی کا مقصد صرف ایک ہے کہ

میرا مولےٰ مجھ سے راضی ہو جائے

اگر یہ صحیح ہے اور ضرور صحیح ہے تو اس کے بعد اسکی تکذیب سمجھ لو کیا نتیجہ پیدا کرے گی۔ یہی وہ دعا ہے جسکے لئے خدا تعالےٰ نے اسپر یہ شعر الہام کیا ؎

دلم مے بلرزد چو یاد آورم
مناجات شوریدہ اندر حرم

پس

تکذیب سے ڈر جاؤ!

اور اس کے ساتھ ہو کر ان فضلوں کے وارث ہو جو وہ لے کر آیا ہے۔ اگر تم نے اُسے صادق یقین کر لیا ہے اور اسکے ساتھ ہو چکے ہو۔ تو وہی روح اپنے اندر پیدا کرو۔ جو اس میں بولتی ہے۔

(عرفانی)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ

ایک ضروری درخواست

جہاں لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہونے کی عزت اور سعادت دی ہے وہ اپنے حالات اور فوٹو دفتر اخبار الحکم قادیان میں بھیج دیں تاکہ وہ شائع ہو جائیں۔ ہر ایسا شخص خدا کا ایک نشان ہے ــــ اور آیات اللہ کی تلاوت ایمان کو ترقی دینے والی چیز ہے۔ کسر نفسی سے اپنے حالات کو نہ چھپائے۔ (عرفانی)

حضرت حافظ نور احمد صاحب لودہانوی رضی اللہ عنہ

نمبر ۴

جنگل میں منگل اور تائید ربانی

منار آ کر میں نے ٹھیکہ لے لیا۔ میں نے اپنے ٹھیکہ داری کے سامان کو صاحب بہادر کی گاڑی پر لاد دیا۔ صاحب بہادر کا ایک ہندو ملازم میرا سخت مخالف اور مسلمان نوکر میرا موافق تھا۔ ہم ایک دو میل جا چکے تھے کہ ہندو نوکر نے میرے سامان کو دیکھا۔ وہ ہندو جمعدار تھا۔ اور اس نے حکماً میرا سارا سامان نیچے اتار دیا۔ اس حالت میں جنگل میں اس سامان اٹھانے کی کوئی صورت نہ تھی۔ تب میں نے دربار الٰہی میں دعا دینا لا تو اخذنا ان نسینا پڑھنی شروع کی۔ نہایت رقت مجھ پر طاری تھی۔ اور ابھی میں نے دعا ختم نہ کی تھی اللہ کریم کارساز حقیقی نے جنگل سے دو آدمی پیدا کر دیئے۔ اور انھوں نے نہایت ہی کم مزدوری پر اس سامان کو منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ خدا تعالیٰ کی یہ تائید اور مہربانی میں اپنی مصیبتوں میں مسیح موعود کی دعاؤں کا نتیجہ سمجھتا رہا۔

میرے لئے یہ ایک ابتلا کا زمانہ تھا۔ اور کسی ایک جگہ میرے لئے قرار نہ تھا۔ چنانچہ میں وہاں سے جام واڑی چلا آیا وہاں پر میں نے مٹی کا کچھ کام لیا۔ جس میں دو پنجابی میرے ساتھ تھے اس لئے میں کام چھوڑنے پر مجبور ہو گیا۔ اسی اثناء میں لودہانہ کے ایک بابو مولا راج اوورسیر سے ملاقات ہو گئی۔ ہم وطنی اور ہمدردی کے خیال سے انھوں نے کہا کہ میرا کام کرو۔ میں نے اس کام کو دیکھا تو اس میں خسارہ تھا۔ اسلئے میں نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا کہ کام کرو اگر نقصان ہوا تو میں دے دوں گا۔ اسلئے اس وعدے پر میں نے کام شروع کر دیا۔ اتنے میں اس کی تبدیلی بھاگی ہو گئی اور اس کی جگہ ایک مسلمان اوورسیر آیا۔ اسے میں نے ہر چند کہا۔ مگر اس نے تسلیم نہ کیا۔ واقعات معمولی ہیں۔ مگر میرے لئے ان میں ایک عظیم الشان سبق تھا کہ اللہ ہی کارساز ہے۔ اسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے فانی انسانوں پر کسی بھروسہ سے کوئی بہتر نتیجہ نہیں نکلتا۔

اکولہ میں ورود اور امتحان

خدا جانے ابھی قسمت میں کیا لکھا تھا۔ میں وہاں سے اکولہ چلا آیا۔ اور آتے ہی ایک ہفتہ کے بعد بیمار ہو گیا۔ ایک مسجد میں بیمار پڑا تھا کہ کسی شخص نے وہاں کے ایک مسلمان جج محمد اسمٰعیل کو اطلاع دی کہ کئی روز سے ایک مسافر مسجد میں بیمار پڑا ہے۔ وہ خود میرے پاس مسجد میں آئے۔ انھوں نے مجھ سے فارسی میں گفتگو کی میں ان کے سوال کا جواب ہندوستانی میں دیتا تھا۔

پھر اس نے عربی میں گفتگو کی۔ میں اس کا جواب بھی اردو میں دیتا رہا۔ جج صاحب نے کہا کہ جواب فارسی اور عربی میں کیوں نہیں دیتے؟ میں نے کہا کہ یہ زبانیں سمجھتا ہوں۔ گفتگو کی مشق نہیں۔ اسکے علاوہ اپنی علالت کی وجہ سے مجھے اس کی طرف توجہ نہیں۔ پھر انھوں نے پوچھا کہ قرآن جانتے ہو۔ میں نے کہا کہ الحمد للہ قرآن کا حافظ بھی ہوں اور قرآن آتا بھی ہے۔ اس پر انھوں نے سورۃ حشر کی آیت یا ایھا الذین اتقوا اللہ الخ پڑھ کر کہا کہ اس کا ترجمہ اور تفسیر پڑھ کر سناؤ۔ میں نے حضرت خلیفہ اول کی جو ترجمہ اور تفسیر سنی تھی وہ سنائی۔ وہ رونے لگا اور میں بھی روتا تھا۔ پھر رخصت ہونے کے وقت اس نے بہت محبت اور اخلاص کا اظہار کیا اور کہا کہ آپکے کھانے کا انتظام میرے گھر میں رہے گا۔ میں نے کہا کہ میں محتاج نہیں ہوں اللہ کریم نے مجھے مقدرت دے رکھی ہے۔ اپنا ہی کھاؤں گا۔ اس حالت میں دیکھ کر مجھ پر رقت طاری ہو گئی۔ کہ جب تک انسانوں کو تلاش کرتا رہا ہر جگہ دھکے کھاتا رہا۔ جب خدا ہی پر بھروسہ کر کے بیٹھ گیا۔ تو اتنے بڑے آدمیوں کو میری خدمت کے لئے بھیج دیا۔ میں جب تک علیل رہا۔ وہ صبح کی نماز کے وقت اور دوپہر کو کورٹ جانے سے اول۔ اور پھر مغرب کو میرے پاس آتے تھے۔ ایک سفید گرم کمبل بھی انھوں نے میرے لئے خرید کیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی اسوقت جج صاحب نے باصرار کئی دن تک مجھے کھانا کھلایا۔ اور ایک مولوی عبد القادر پنجابی جالندھری کی معرفت مجھے کہلایا کہ پندرہ روپیہ ماہوار اور کھانا دینگے آپ ہمارے بچوں کو پڑھایا کریں۔ میں نے کہا کہ میں گھر پر پڑھانے نہیں آؤں گا۔ میرے مکان پر بھیج دیں اور تنخواہ بھی نہیں لوں گا۔ میری ان باتوں کا انپر اچھا اثر ہوا۔ اور دن بدن تعلق بڑھنے لگا۔ ایک دن محمد اسمٰعیل صاحب جج کے باپ محمد سلیمان نے کہا کہ تم میرے بیٹے سے تعلقات پیدا کر کے اس سے کچھ طلب کرتے ہو؟ میں نے کہا کہ تمھارے بیٹے کی تنخواہ صرف چار سو روپیہ ہے۔ اور خدا تعالیٰ مجھے بے حساب دیتا ہے۔ میں اس کا محتاج نہیں ہوں۔ میں کسی انسان پر بھروسہ کرنا شرک سمجھتا ہوں۔ تب محمد سلیمان نے میری پشت پر ہاتھ مار کر کہا کہ شاباش ایسا ہی مسلمان کو ہونا چاہیئے۔ اور اس کے بعد ان کی تبدیلی بھی ہو گئی۔ میں اکولہ میں متوکلاً علی اللہ بیٹھا تھا۔ اور کوئی کام ابھی شروع نہیں کیا تھا کہ مجھے ایک پتھری کا مریض ملا۔ جو دس بارہ سال سے تکلیف اٹھا رہا تھا۔ میں نے اس کا علاج کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے شفا دے دی۔ اور اس نے مجھے دو سو روپیہ پیش کیا۔ تب میں نے پھر ریلوے کا کام لے لیا۔ جس میں دو ڈھائی ہزار روپیہ کا فائدہ ہو گیا۔ اس زمانہ میں منارۃ المسیح شروع ہونے والا تھا۔ میں نے اسکے چندے میں شمولیت اختیار کی۔ اور اپنے بھائی کے قرضے بھی ادا کر دیئے اور کچھ روپیہ اپنے پاس رکھ لیا۔

حضرت صاحب کی وفات

میری خط و کتابت اس تمام عرصہ میں حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح اول سے رہی حضرت کی وفات سے چند روز پیشتر حضرت خلیفہ اول کا خط میرے پاس آیا کہ تم اکولہ میں کیوں پڑے ہو۔ بہتر ہے آ جاؤ۔ میں نے لاہور جانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ مگر افسوس کہ ابھی میں روانہ ہی نہ ہوا تھا کہ حضرت مسیح موعود کی وفات کا تار آ گیا اور میرے تمام ارادے فسخ ہو گئے ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد + روئے گل سیر ندیدیم کہ بہار آخر شد

اس صدمہ سے دنیا آنکھوں میں اندھیر ہو گئی۔ اور پریشانی بڑھ گئی۔ مالی ابتلاء بھی پہلے سے زیادہ شدید ہو گئے۔ اور مختلف کاموں میں چار ہزار کے قریب خسارہ ہوا۔ ایک سپروائزر نے اس معاملہ میں میرا روپیہ مار لیا میں نے مولوی نور احمد صاحب حافظ مختار احمد شاہجہانپوری کے بھائی سے ذکر کیا۔ انھوں نے کوشش بھی کی۔ مگر کامیابی نہ ہوئی اور نقصان پر نقصان بڑھتا چلا گیا۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ ان تمام ابتلاؤں میں خدا نے ایمان پر قائم رکھا حافظ صاحب کہتے ہیں کہ میرے پاس حضرت صاحب کے خطوط خلیفہ اول کے خطوط اور حضرت صاحب کی طرف سے صاحبزادہ حاجی افتخار احمد صاحب کے ہاتھ کے لکھے ہوئے آئے تھے۔ مگر میں جس دوکان میں رہتا تھا اس کی متصلہ دوکان کو آگ لگ گئی اور وہ سب ذخیرہ تلف ہو گیا۔ آخر حضرت خلیفہ ثانی کے زمانہ میں حافظ صاحب قادیان آ گئے۔ اور حضرت خلیفہ ثانی نے ان کے لئے ہر قسم کی آسائش اور آرام کا انتظام کیا۔ وہ بہت کمزور ہو گئے تھے۔ کچھ خاندانی جائیداد کے جھگڑے تھے جسکے لئے ان کے برادرزادے ان کو یہاں سے لے گئے۔ اور آخر وہ ایسے گئے کہ پھر نہ آئے لدھیانہ ہی میں وفات پائی۔ اللّٰھم ارحمہ واغفرلہ

حافظ صاحب ایک متقی مومن مسلمان تھے۔ طبیعت میں تیزی تھی۔ جو غیرت دینی کا رنگ رکھتی تھی۔ کسی مولوی اور عالم کا خوف ان کے دل پر نہ پڑتا تھا۔ جہاں جاتے وہیں تبلیغ کرتے۔ سلسلہ کے اخبارات اور رسالے آخر وقت تک منگواتے رہے۔ خاکسار عرفانی کے ساتھ بھی محض للہ محبت تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حافظ صاحب کے متعلق حسب ذیل تحریر فرمایا ہے:ــــ

"حبی فی اللہ حافظ نور احمد صاحب لدھیانوی ــــ حافظ صاحب جوان صالح بڑے محب اور مخلص۔ اور اول درجہ کا اعتقاد رکھنے والے ہیں۔ ہمیشہ اپنے مال سے خدمت کرتے رہتے ہیں۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء"

مکتوبات احمدیہ

آج میں بعض مکتوب صوفی تصور حسین صاحب کے نام کے درج کرتا ہوں اور کچھ حضرت سیٹھ عبدالرحمان مدراسی رضی اللہ عنہ کے نام کے۔ حضرت سیٹھ عبدالرحمان صاحب مدراس کے بہت بڑے تاجر تھے۔ انھیں اشاعت و خدمت اسلام کا بہت بڑا جوش تھا۔ وہ میمن قوم کے ایک ممتاز فرد تھے۔ اس قوم میں سے مکرمی سیٹھ اسماعیل آدم سب سے پہلے سلسلہ میں داخل ہوئے۔ حضرت سیٹھ عبدالرحمان صاحب کو جب حضرت مسیح موعود کی دعوت پہنچی تو وہ مولوی حسن علی صاحب بھاگلپوری (جنھوں نے اسلام کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی) کو ساتھ لے کر بہت بڑا لمبا سفر کر کے قادیان پہنچے۔ مولوی حسن علی صاحب کے خاندان کے لوگوں میں اسوقت مولوی اختر علی صاحب بھاگلپوری اور اُن کا تمام خاندان سلسلہ میں داخل ہے۔ مولوی صاحب کے حالات اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو کسی آئندہ اشاعت میں آئینگے۔ حضرت سیٹھ صاحب اس زمانہ میں سلسلہ کی مالی خدمات کے لئے بہت ممتاز تھے۔ یہاں تک کہ جب ان کا کارہ بار فیل ہو گیا۔ اور لاکھوں روپیہ کا نقصان ہو گیا تب بھی وہ بدستور اپنے مقررہ چندے کو قرض لے کر بھیجتے رہے۔ حضرت صاحب کو بھی ان سے بہت محبت تھی جیسے کہ ان مکتوبات سے بھی ظاہر ہے —— حضرت صوفی تصور حسین صاحب پُرانے زمانے کے صوفی اور اپنے سلسلہ میں بعیت لینے کے بھی مجاز تھے۔ بریلی کے رہنے والے تھے۔ سلسلہ کی دعوت پہنچی تو اُسے قبول کر لیا۔ اور اس قبولیت کے ساتھ ایک خطرناک مخالفت کا انھیں مقابلہ کرنا پڑا۔ مگر انھوں نے صبر و شکر کیا دشمنوں کی ہر ایذا کو سہا۔ آخر ہجرت کر کے قادیان آ گئے اور اپنی محنت اور مشقت سے صحابہ کی سی زندگی بسر کرتے ہوئے وفات پائی اور مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے۔ یہ چھوٹا سا نوٹ الحکم کے پڑھنے والوں کو مدد دے گا کہ یہ کون لوگ تھے کہ جن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطوط لکھے۔ (عرفانی)

صوفی تصور حسین صاحب کے نام

محبی اخویم حافظ صاحب! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کا خط میں نے اول سے آخر تک پڑھا۔ یہ بات بہت درست ہے کہ سعید انسان کی علامت یہی ہے کہ جب تک گوہر مقصود ہاتھ نہ آوے سست نہ ہو۔ اور کسل کی طرف مائل نہ ہو۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ ؎

گر نباشد بدوست رہ بردن
شرط عشق است در طلب مردن

خدا تعالیٰ کی طلب بڑا مشکل کام ہے۔ گویا ایک موت ہے۔ بلکہ درحقیقت موت ہے۔ پھر دوسرے پہلو میں عالی ہمت اور عالی فطرت وفادار دل کے لئے بہت سہل بھی ہے۔ وہ وہ ہے جو زمانہ دراز کے طلب کو ایک ساعت سے بھی کم سمجھتا ہے۔ حافظ ؎

گویند سنگ لعل شود در مقام صبر ؛ آئے شود ولیک بخون جگر شود

مگر افسوس دنیا میں شتاب کاروں بدظنوں اور کم ہمتوں کا فرقہ بہت ہے۔ اور یہی لوگ محروم ازل سے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ ایک پھونک مارنے سے عرش معلیٰ تک پہنچ جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے احسب الناس ان یترکوا ان یقولو امنا وھم لا یفتنون۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد

محبی اخویم! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

میں بباعث درد قم معدہ و کمر و دیگر عوارض بیمار رہا۔ اور اب بھی بیمار ہوں۔ اسی وجہ سے مسجد میں جانے سے مجبور رہا۔ انسان کے لئے مداومت۔ استغفار اور توجہ اور دعا جیسی کوئی چیز نہیں ہمیشہ تضرع اور درد و گداز کے ساتھ مرضات اللہ کی طلب میں مشغول رہنا چاہیئے۔ اور سستی و آرام نہ کرنا چاہیئے۔ جب تک مطلب حاصل نہ ہو۔ یہی طریق مردان راہ ہے۔ ماسوا اس کے تدبر سے درود شریف کو پڑھنا۔ اور ہر ایک موقع مناسب پر دعا کرنا چاہیئے اور سب سے زیادہ علامت شقاوت جلدبازی اور بدظنی ہے اس سے بچنا چاہیئے بجز قرآن شریف اور ادعیہ ماثورہ کے بہتر ہے اپنی زبان میں دعا کرو۔ فقط خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

محبی اخویم سلمہٗ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

سجدہ میں دعا یاحی یاقیوم برحمتک استغیث بہت پڑھو۔ اصل امر تزکیہ نفس ہی جو نہایت مشکل امر ہے۔ خدا تعالیٰ کا فضل اور اسکی مدد مانگتے رہو میں انشاء اللہ دعا کرونگا۔ مگر ایسی دعائیں بہت زمانہ چاہتی ہیں یہی سنت اللہ ہے۔ موتی کتوں کے منہ میں ڈالنا مراد رکھتا ہے کہ نااہل کی تربیت کرنا نااہل سے نیک امید رکھنا۔ اور یہ سچ ہے کہ خبیث آدمی کی بیعت سے پرہیز ضروری ہے ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ؛ پس بہر دستے نباید داد دست

بہرحال ہمت مردانہ اور عزم درست، اور استقامت خدا تعالیٰ کے سامنے صدق و صفا آخر کامیاب کر دیتا ہے۔ مگر صبر درکار ہے۔ والسلام

خاکسار :۔ مرزا غلام احمد

سیٹھ عبدالرحمن صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام

مومن کی امید وسیع ہو

مخدومی مکرمی سیٹھ صاحب! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ آپ بکلی مطمئن رہیں۔ آپ کے لئے اس قدر دعا کی گئی ہے جو دنیا میں ایک بڑے خوش نصیب کے لئے ہو سکتی ہے۔ خداوند عزوجل غفور رحیم ہے۔ اس کی درگاہ سے بڑی امیدیں ہیں مگر ضرور ہے کہ درمیان میں تشویش لاحق حال ہو۔ جب تک خدا تعالیٰ کا وہ مقرر کردہ دن آ جاوے اسلئے بڑے استقلال اور قوت مردانگی سے ایسی تشویش کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔

انسان دنیا طلبی کی حالت میں دل کا کمزور ہوتا ہے۔ اور حقیقت میں جس قدر خدا تعالیٰ پر ایمان کمزور ہوتا ہے۔ اسی قدر دل کو مصائب پیش آمدہ کے صدمہ پہنچتا ہے۔ اور اُسے نومیدی طاری ہوتی ہے۔ سو ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ آپ کے لئے خدا تعالیٰ نے مبشر الہام صادر فرمایا ہے۔ اور خدا کا کلام غلط نہیں جاتا۔ میرا یہ حال ہے کہ اگر دنیا کے تمام بادشاہ متفق ہو کر ایک وعدہ کریں۔ تو میں اس وعدے کو بجز یقینی نہیں سمجھتا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ قبل ایفا وعدے کے وہ لوگ مر جائیں۔ اور اس کے ایفاء پر قادر نہ ہو سکیں وہ مجبور ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ ان تمام باتوں سے پاک ہے۔

مجھے معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کس راہ سے اور کس طور سے ان غموم سے آپ کو نجات دے گا۔ اور نہ ابھی تک یہ معلوم ہے کہ وہ وقت کب ہے۔ لیکن کسی قدر مدت کی بات ہے۔

خداوند قادر کی طرف سے یہ وعدہ ہے

وَالكَرِيْمُ اِذَا وَعَدَ وَفٰى

اس لئے آپ جوانمردی سے اس ذوالجلال کے وعدے کے منتظر رہیں۔ اور کسی کی بے التفاتی پر کچھ بھی پروا نہ کریں جس طرح بارش نامعلوم آتی ہے۔ نہیں معلوم ہوتا کہ کب بادل ہو گا۔ اور کب مینہ برسے گا۔ اسی طرح خدا کا فضل بھی چور کی طرح آتا ہے۔ پورے استقلال اور استقامت سے منتظر رہنا چاہیئے۔ بلکہ بہت خوش رہنا چاہیئے کہ خدا کا وعدہ ہے نہ انسان کا۔

اگر آپ دیکھیں کہ میں آگ میں پڑ گیا ہوں۔ یا پڑتا ہوں تب بھی آپ خوش رہیں کیونکہ جس نے یہ آگ پیدا کی ہے وہ ایک دم میں اس کو بجھا سکتا ہے۔ دنیا میں میں اس بات کو خوب سمجھتا ہوں کہ کیونکر وہ ہمارا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے اس لئے میں آگ میں بھی پڑ کر اس کو بہشت تصور کرتا ہوں۔

تمام دکھ اس بات سے ہوتے ہیں۔ جب انسان ضعیف ہو کہ یہ تکلیفیں کیوں آتی ہیں؟ اور کیونکر دور ہو سکتی ہیں۔ مگر جب خدا تعالیٰ کی آوازیں خبر دیتی ہیں۔ کہ یہ تکلیفیں اس کی طرف سے ہیں اور اس کے ارادے کے ساتھ معاً نیست و نابود ہو جاتی ہیں۔ تو کیوں غم کیا جائے۔

باقی خیریت ہے۔

اسوقت قادیان کے چاروں طرف طاعون ہے قریباً دو کوس کے فاصلہ پر۔ اور قادیان اسوقت ایک کشتی کی طرح ہے۔ جس کے اردگرد سخت طوفان ہے۔ اور وہ دریا میں چل رہی ہو۔ ہر ایک ہفتہ میں شاید بیس ہزار کے قریب آدمی مرجاتا ہے۔ خدا تعالیٰ شکوک کو دور کر دیا۔ کہ

اسوقت عام طاعون

پھیلے گی۔

خاکسار

غلام احمد

۳ر اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

گذشتہ صحبتوں کی یاد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سعادت کے خاص تذکرے اور دینی حرارت و جوش کے دلولوں کا اظہار اس عنوان کے تحت میں انشاء اللہ وقتاً فوقتاً ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کالم جماعت کے ایمان اور ذوق دین کو بڑھانے والے ہوں گے۔ ان صحبتوں کی یاد میرے قلم کا بھی کبھی نتیجہ ہوگی۔ لیکن عموماً حضرت مخدوم الملتہ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے قلم سے لکھی جائے گی۔ وباللہ التوفیق۔ میں یہ بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ الحکم میں اس قسم کے کل مضامین محفوظ سمجھے جائینگے۔ کسی شخص کو میری اجازت خاص کے بغیر ان کو ترتیب دینے یا نقل کرنے کا حق نہ ہوگا۔ (عرفانی)

بشپ لیفرائے کے لاہور میں جلسے

ریورنڈ لیفرائے صاحب کو جو آجکل کلکتہ کے لارڈ بشپ ہیں۔ اپنے مشنری ہونے کے زمانہ میں مسلمانوں کے مذہب پر حملے اور مباحثہ کرنے کا بہت شوق تھا۔ لاہور کا رنگ محل (مشن ہائی سکول) ان مباحثوں کا محل خاص ہوتا تھا۔ جب وہ لاہور کے بشپ ہو گئے۔ اسوقت بھی ان کا جوش مباحثات مذہبی میں ویسا ہی رہا۔ سنہ ۱۹۰۰ء کا مذکور ہے کہ لاہور میں انھوں نے ان مذہبی مباحثات کا اکھاڑا جمایا۔ اور معصوم نبی پر مباحثہ ہوا۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے اس میں حصہ لیا۔ اسوقت لاہور میں ایک خاص جوش مسلمانوں کے اندر موجود تھا۔ اور غنیمت سمجھ رہے تھے کہ احمدی جماعت نے بشپ صاحب کا مقابلہ کیا۔ اور مقابلہ کیا بلکہ دم بند کر دیا۔ اس کے متعلق مفصل کیفیت انشاء اللہ العزیز سیرۃ مسیح موعود میں ہوگی۔ یہاں صرف اس قدر اظہار واقعہ کے بعد مجھے اس کیفیت کو دکھانا ہے جو قادیان میں تھی۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شوکت اسلام اور صداقت محمدیہ علیہ التحیۃ والتسلیم کے اظہار کا جوش کسقدر تھا۔ اور کس شوق اور قوت کے ساتھ آپ باطل کا سر کچلنے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ اس کا مختصر سا نقشہ میں آپ کو حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ کے مندرجہ ذیل خط سے دکھاتا ہوں۔

یہ خط حضرت میر حامد شاہ صاحب کو آپ نے لکھا تھا۔ ناظرین جہاں اس خط کے پڑھنے سے حظ وافر اٹھائینگے اور ان گذشتہ صحبتوں کی یاد یا چشم نم ان کے سامنے آجائے گی۔ وہ اپنے مخدوم و محسن عبد الکریم اور مطاع مولیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ترقی مدارج کے لئے ضرور دعا کریں۔

یہ خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پاک کے بعض حصوں پر عجیب روشنی ڈالتا ہے

اوّل یہ کہ آپ کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت و جلال کے اظہار کے لئے ایک خارق عادت جوش دیا گیا تھا۔ آپ کے خلاف کوئی بات سُن کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آرام کو ہی قربان نہ کر دیتے تھے، بلکہ اپنی بیماری کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے۔ گویا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی جان قربان کر دینا ایک معمولی بات سمجھتے تھے۔

بشپ لاہور کے لیکچر کی خبر آپ کو ایسی حالت میں ملتی ہے۔ کہ آپ کی طبیعت اچھی نہیں تھی۔ مگر آپ نے پسند نہیں کیا کہ اس ساعت کا انتظار کریں۔ جب آپ کی طبیعت درست ہو۔ اور پھر اس پر کچھ لکھیں۔

دوم:- آپ کا عزم اور مستعدی ایسی عدیم المثال تھی کہ اپنی قوت اور جذب کا اثر دوسروں پر بھی ڈالدیتے تھے۔ قادیان اور لاہور کے درمیان قریباً ۷۰ میل کا فاصلہ ہے۔ اور ۲۴ گھنٹہ لیکچر میں باقی ہیں۔ اور آپ ارادہ فرماتے ہیں کہ ٹھیک لیکچر کے وقت وہ اشتہار چھپ کر لاہور میں تقسیم ہو جاتے۔ اور پھر خدا کے فضل اور تائید سے ایسا ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے لئے وہ تمام سامان مہیا کر دیتا ہے۔ جو اس موقعہ کے لئے ضروری تھے۔

آپ کے علم کلام کا یہ اثر اور کمال ہے کہ مخالف بھی اسے ہی باطل کی سرشکنی کے لئے صحیح حربہ تسلیم کرتے ہیں۔ یہ واقعات اور حالات ہمیں کیا سبق دیتے ہیں؟ ظاہر ہے اس پر زیادہ لکھنا نہیں چاہتا۔ مفصل بحث انشاء اللہ سیرت مسیح موعود کے اجزا میں ہوگی۔

اب میں بغیر کسی مزید تمہید کے اس خط کو درج کرتا اور قابل غور الفاظ کو جلی کر دیا گیا ہے۔ (ایڈیٹر)

پہلا خط

قادیان بعد از ظہر ۲۴ر مئی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کا مفصل خط ملا۔ امیر علی شاہ کے پاس کی خبر نے مجھے، حضرت کو اور اپنی جماعت کو ازبس خوش کیا۔ خدا تعالیٰ نے بڑا فضل کیا۔ بھائیوں کے اتفاق اور اسکے لوازم کی خبر نے بہت خوش کیا۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے۔

ظہر کے بعد مفتی محمد صادق صاحب لاہور سے آئے ہیں اور عصر کی نماز پڑھ کر واپس چلے جائینگے۔ بشپ صاحب کی تقریر اور اپنی تقریر سب سنائی۔ اور سنایا کہ عام مسلمانوں پر بہت اثر پڑا۔ کہ مرزائی جیت گئے۔

جس نے قرآن کریم سے یہ ثابت کرنا چاہا۔ جیسا کہ عام عیسائی ثابت کیا کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ (ذنب) کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور استغفار پڑھتے رہتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ وہ گنہگار تھے۔ مفتی صاحب نے ذنب۔ جرم اور خطا اور عصیان اور اثم کا فلسفہ بیان کیا۔ اور استغفار کی حقیقت بیان کی۔ لشپ تو حیران رہ گیا۔ کیونکہ ان کافروں نے یہ باتیں نہ سنی ہوئی تھیں اور نہ پڑھی ہوئی تھیں۔ غرض ان کا جواب نہ دے سکا۔

اس جمعہ میں انھوں نے زندہ رسول پر لیکچر دینے کا اشتہار دیا ہے۔ حضرت نے ابھی قلم پکڑ لیا ہے۔ اور زندہ رسول پر اشتہار دینے کی تیاری کر دی ہے۔ اور حکم دیا ہے کہ رات رات یہ اشتہار چھپ جائے۔ اور جمعہ کو عصر کے وقت تقسیم ہو جائے۔ عین اسی وقت جبکہ پادری کا لیکچر ختم ہو شہر میں عام جوش پھیلا ہوا ہے۔ چینیاں والی مسجد میں اس نئے اشتہار بشپ پر جبکہ مفتی صاحب وہاں سے گذر رہے تھے حاضرین مسجد کو بابا چٹو نے کہا

اب اگر اور مسلمان بولے تو مار کھائینگے

اور مرزائی بولے تو فتح پائیں گے

اور معزز مسلمانوں نے بھی صلاح کی ہے۔ کہ جو کچھ ہو اب تو اسلام اور عیسویت کی جنگ ہے۔ مرزائی بولیں تو فتح ہو سکتی ہے۔ ورنہ صاف شکست اور ہمارے نبی کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) کی ہتک ہے کہ ان کو مردہ ثابت کریں گے۔

غرض آج بڑا لطف آیا۔ اور نئے سرے حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کی وجود کی ضرورت اور صداقت ثابت ہوئی۔

افسوس یہ لوگ اپنے منہ سے صاف اقرار کر رہے ہیں کہ بجز اس حربہ کو جو ہمارے سلسلہ نے نکالا ہے عیسویت ہلاک نہیں ہو سکتی اور پھر بھی انکار کئے جا رہے ہیں۔

حضرت اقدس آج کچھ علیل تھے۔ مگر غیرت دینی سے قلم پکڑ لی ہے۔ ایدہ اللہ بنصرہٖ

(عبد الکریم از قادیان ۲۴ر مئی)

حضرت والد صاحب قبلہ کی صحت ترقی کر رہی ہے۔ مگر ابھی صاحب فراش ہیں۔ احباب دعاؤں میں یاد رکھیں

محمود احمد عرفانی

پچاس سال پیشتر کے واقعات و حالات مقالات و الہامات

اعمال صالحہ کی حقیقت اور اُن کی فلاسفی

جس طرح پر ایک شخص کی زندگی کا صحیح اندازہ اور اس کے اخلاقی اور روحانی کمالات اس کی دعاؤں سے معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وہ اپنی تنہائی کی گھڑیوں میں اپنے مولیٰ کریم سے ان نہاں در نہاں جذبات اور تمناؤں کا اظہار کرتا ہے۔ جن کو دنیا میں کوئی نہیں جانتا۔ اسلئے میں بار ہا۔ اپنے ان مضامین میں سے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے متعلق لکھے ہیں۔ اس امر پر زور دیا ہے۔ کہ آپ کی سیرت آپ کی دعاؤں کے آئینہ میں پڑھنا چاہیئے۔ اس طرح کسی شخص کے اخلاقی اور روحانی کمالات کے معلوم کرنے کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے۔ کہ اس کے مکتوبات۔ اور مراسلات یا ملفوظات کو پڑھا جائے کہ ان میں کونسی چیز غالب ہے اور اس کے ماثورات اسکا مطمح نظر ہے۔ یا اللہ تعالےٰ کی رضا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کو جس رنگ سے بھی ہم دیکھتے ہیں اور اس میں جو امر نہایت جلیل الشان نظر آتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ سے اخلاص اور محبت کے لئے ایک تڑپ اور جوشش ہے۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آکر اعمال اور عقائد کے فلسفہ کی وہ حقیقت پیش کی ہے جو گذشتہ تیرہ سو سال کے اندر کسی نے بیان نہیں کی۔ کچھ شک نہیں کہ مختلف علوم کے بڑے بڑے آئمہ پیدا ہوتے۔ اور فلسفہ۔ اخلاق و روحانیات پر بھی بہت کچھ لکھا گیا۔ آپ سے پیشتر اعمال حسنہ کی اس لئے تحریک کی جاتی تھی۔ کہ ان اعمال حسنہ کے بدلے میں ایک اجر معین ملے۔ مگر آپ نے اس تخیل اور ذہنیت میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔ اور وہ انسان کا مطلوب و مقصود صرف **خدا کی رضا کو حاصل کرنا ٹھیرایا**۔ اور یہ اس زمانہ کی بات ہے۔ جب وہ دنیا میں معروف و مشہور نہ تھے۔ عمل صالح کی فلاسفی اور حقیقت آپنے بیان فرمائی

آؤ اس کی روشنی میں اپنے اعمال صالحہ کا محاسبہ کریں۔

اور اگر انھیں اس معیار پر پورا نہ پائیں۔ تو خدا سے فضل اور توفیق چاہیں۔ ہمارے اعمال (جن کو ہم اعمال صالحہ سمجھتے ہیں) یہی حقیقت اور روح پیدا ہو جائے۔ اس مقصد کے لئے ایک مکتوب درج کرتا ہوں۔ جس سے عمل صالحہ کی برکات کا راز آئینہ کیا جاتا ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہٗ تعالےٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

بعد ہذا یہ عاجز یہ دعا کرتا ہے کہ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے آں مخدوم کی عمر میں برکت بخشے۔

زیادہ تر اس بات میں کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ کسی طرح مولیٰ کریم راضی ہو جائے۔ ہر ایک سعادت اس کی رضا سے حاصل ہو جاتی ہے۔ دنیا میں جو کچھ انسان رسوم کے طور پر کرتا ہے وہ کچھ چیز نہیں ہے۔ مگر جو کچھ خالصاً مرضات اللہ کے حاصل کرنے کے تصدق قدم سے کیا جاتا ہے۔ وہ عمل صالح ہے۔ جس کی انسان کو ضرورت ہے۔ عمل صالحہ بڑی ہی نعمت ہے۔ خداوند کریم عمل صالحہ سے راضی ہو جاتا ہے اور قرب حضرت احدیت حاصل ہوتا ہے۔ مگر جس طرح شراب کے آخری گھونٹ میں نشہ ہوتا ہے۔ اسی طرح عمل صالح کے برکات بھی اس کی آخری خبریں مخفی ہوتے ہیں جو شخص آخر تک پہنچتا ہے اور عمل صالح کو اپنے کمال تک پہنچاتا ہے۔ وہ اُن برکات سے متمتع ہو جاتا ہے۔ لیکن جو شخص درمیان سے عمل صالحہ کو چھوڑ دیتا ہے اور اس کو اپنے کمال مطلوب تک نہیں پہنچاتا۔ وہ اُن اُن برکات سے محروم رہ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اکثر لوگ باوجود اس کے کہ کچھ کچھ عمل صالح بجالاتے مگر برکات ان اعمال کے ان میں نمایاں نہیں ہوتے کیونکہ جب تک کوئی میوہ خام ہے۔ وہ پختہ اور رسیدہ میوہ کی لذت نہیں بخش سکتا۔ سب برکتیں کمال میں ہیں اور عمل ناتمام میں کوئی برکت نہیں۔ بلکہ بسا اوقات ناقص العمل انسان کا پچھلا حال پہلے سے بدتر ہو جاتا ہے۔ اور اُن لوگوں میں جاملتا ہے کہ جو خسرۃ الدنیا والاخرۃ ہیں۔ سو حقیقی طور پر عمل صالح اس عمل کو کہا جاتا ہے جو ہر یک قسم کے فساد سے محفوظ رہ کر اپنے کمال کو پہنچ جائے۔ اور اپنے کمال تک کسی عمل صالحہ کا پہنچنا اس بات پر موقوف ہے۔ کہ عامل کی نیت صالح ہو۔ کہ جس میں بجز حق ربوبیت بجالانے کے کوئی اور غرض مخفی نہ ہو۔ یعنی صرف اس کے دل میں یہ ہو۔ کہ وہ اپنے رب کی اطاعت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور گو اطاعت بجالانے پر ثواب مترتب یا عذاب مترتب ہو۔ اور گو اس کا نتیجہ آرام اور راحت ہو یا محنت اور عقوبت ہو۔ لیکن بہرحال وہ اپنے مالک کی اطاعت میں رہے گا۔ کیونکہ وہ بندہ ہے۔ پس جو شخص اس اصول پر خدا کی عبادت کرتا ہے۔ وہ اس راہ کی آفات سے امن میں ہے اور امید ہے کہ اُس پر فضل ہو۔ لیکن اسے لازم ہے کہ کسی امید پر بنیاد نہ رکھے۔ اور اطاعت اور عبودیت کو ایک حق ربوبیت کا سمجھے کہ جو بہرحال ادا کرنا ہے۔ اور ہر گز سے خدمت میں لگا رہے۔ اور اپنی کارگذاری اور خدمت کو کچھ چیز نہ سمجھے۔ اور مولیٰ کریم پر احسان خیال نہ کرے۔ دنیا مزرعہ آخرت ہے۔ اور فارغ باطنی کچھ چیز نہیں وہی لوگ مبارک ہیں کہ جو دن رات اپنے دور سے اپنے تمام اخلاص سے۔ اپنے تمام رجوع سے رضائے مولےٰ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

۲۸ فروری ۱۸۸۴ء مطابق ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ

شکریّہ

حضرت والد صاحب قبلہ کی علالت کی خبر کو مشتہر کرنا ضروری نہیں سمجھا گیا تھا۔ بالآخر اسے بھی ایک قسم کا گناہ سمجھ کر مختصر طور پر ذکر کیا گیا۔ اور بعض دوستوں کو الفضل یا دوسرے ذرائع سے حضرت والد صاحب کی علالت کا علم ہوا۔ جن دوستوں نے اس علالت میں عیادت کی ہے۔ میں اور میرا خاندان ان کا ممنون ہے اس ایک واقعہ نے ہمارے ایمان کو بہت مضبوط کیا کہ کس طرح پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدام اور اپنے ایک خدمت گار کی صحت و علالت کے واقعہ کو اپنا ذاتی واقعہ سمجھتے ہیں۔ خصوصیت سے ہم جماعت پشاور کے بیحد ممنون ہیں کہ اس نے ان کی صحت تک بالالتزام دعاؤں کو جاری رکھا ہے خدا کا شکر ہے کہ حضرت والد صاحب صحت میں ترقی کر رہے ہیں۔ اور میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ بستر علالت سے بھی الحکم کے ذریعہ ان کی خدمت میں بدستور مصروف ہیں۔ اس لئے اور بھی دعا کے مستحق ہیں۔ (محمود احمد عرفانی)

درخواست دعا ہمارے مکرم و محسن حضرت سیٹھ عبداللہ بھائی کی لڑکی ہاجرہ بائی کو خدا تعالیٰ نے دوستوں کی دعائیں سن کر شفا بخشی۔ اور جو مرض مرض الموت سمجھی جاتی تھی۔ اس سے نجات دی۔ لیکن ابھی تک کچھ مواد باقی ہے۔ احباب دعا کریں کہ اس کو صحت کلی عطا ہو۔ ایسا ہی سیٹھ اسماعیل آدم صاحب تاجر بمبئی کی کامل صحت اور اُن کے کاروبار میں وسعت اور کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔ وہ بمبئی کی جماعت کے لئے اللہ کے فضل سے بہت بڑی پناہ ہیں۔

(محمود احمد عرفانی)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات

اکثر دوستوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات برابر مستقل طور پر الحکم میں شائع ہوں۔ اسلئے کہ وہی ایک چیز ہے جو ہمارے اندر ایمانی قوت اور پاک تبدیلی لیئے رغبت پیدا کرتی ہے۔ وہ کبھی نہ پرانے ہو سکتے ہیں اور نہ ہونگے۔ قوموں پر قومیں آئینگی اور اپنی اپنی زبان میں ان کو ترجمہ کرینگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لعبلا کھوں انسان اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں اور ہزاروں ہو رہے ہیں۔ اسلئے ان کی واقفیت اور علم کے لئے بھی ضروری ہے کہ یہ ملفوظات شائع ہوں۔ تاکہ وہ لوگ پڑھیں۔ میں اس مطالبہ کو نہایت عزت اور احترام سے دیکھتا ہوں اور آج سے اس سلسلہ کو شروع کرتا ہوں۔ (عرفانی)

ہمارا انجام کیا ہوگا؟

بجز خدا کے انجام کون بتا سکتا ہے۔ اور بجز اس غیب دان کے آخری دنوں کی کس کو خبر ہے۔ دشمن کہتا ہے کہ بہتر ہو کہ یہ شخص ذلت کیساتھ ہلاک ہو جاوے۔ اور حاسد کی تمنا ہے کہ اسپر کوئی عذاب پڑے کہ اس کا کچھ بھی باقی نہ رہے لیکن یہ سب لوگ اندھے ہیں۔ اور عنقریب ہے کہ ان کے یہ خیالات اور بد ارادے ان ہی پر پڑیں۔ اس میں شک نہیں کہ مفتری بہت جلد تباہ ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص کہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہوں۔ حالانکہ وہ نہ خدا تعالے کی طرف سے ہے نہ اسکے الہام اور کلام سے مشرف ہے وہ بہت بری موت سے مرتا ہے۔ اور اس کا انجام نہایت بد اور قابل عبرت ہوتا ہے۔ لیکن جو صادق اسکی طرف سے ہوتے ہیں۔ وہ مر کر بھی زندہ ہو جایا کرتے ہیں۔ کیونکہ خدا تعالے کے فضل کا ہاتھ اُنپر ہوتا ہے۔ اور سچائی کی روح ان کے اندر رہتی ہے۔ اگر وہ آزمائشوں سے کچلے جائیں اور پیسے جائیں اور خاک کیساتھ ملائے جائیں۔ اور چاروں طرفوں سے اُن پر لعن وطعن کی بارشیں ہوں۔ اور اُن کے تباہ کرنے کے لئے سارا زمانہ منصوبے کرے۔ تب بھی وہ ہلاک نہیں ہوتے کیوں نہیں ہوتے؟ اس سچے پیوند کی برکت سے جو ان کو محبوب حقیقی کے ساتھ ہوتا ہے۔ خدا ان پر سب سے زیادہ مصیبتیں نازل کرتا ہے۔ مگر اسلئے نہیں کہ تباہ ہو جائیں۔ بلکہ اسلئے کہ زیادہ سے زیادہ وہ پھلوں اور پھولوں میں ترقی کریں۔ ہر ایک جوہر قابل کے لئے یہی قانون قدرت ہے کہ اول صدمات کا تختۂ مشق ہوتا ہے۔ مثلاً اس زمین کو جب کسان کئی مہینہ تک اپنی قلبہ رانی کا تختۂ مشق رکھتا ہے۔ اور ہل چلانے سے اس کا جگر پھاڑتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین جو پتھر کی طرح سخت اور درشت معلوم ہوتی تھی۔ سرمہ کی طرح پس جاتی ہے اور ہوا اسکو اِدھر اُدھر اُڑاتی ہے۔ اور پریشان کرتی رہتی ہے اور وہ بہت ہی خستہ اور کمزور معلوم ہوتی ہے۔ اور ایک انجان سمجھتا ہے کہ کسان نے چنگی بھلی زمین کو خراب کر دیا۔ اور بیٹھنے اور لیٹنے کے لائق نہیں رہی۔ لیکن اس دانا کسان کا فعل عبث نہیں ہوتا۔ وہ خوب جانتا ہے کہ زمین کا اعلیٰ جوہر بجز اس درجہ کوفت کے نمودار نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح کسان اس زمین میں بہت عمدہ قسم کے دانے تخم ریزی کیوقت بکھیرتا ہے اور وہ دانے خاک میں مل کر اپنی شکل و حالت میں قریب قریب مٹی کے ہو جاتے ہیں اور ان کا [illegible] مٹی میں پھینکتا ہے کہ وہ اس کی نظر میں ذلیل ہیں۔ نہیں۔ بلکہ دانے اسکی نظر میں نہایت ہی بیش قیمت ہیں۔ وہ اسلئے اُن کو مٹی میں پھینکتا ہے کہ تا ایک ایک دانہ ہزار دانہ ہو کر نکلے اور وہ بڑھیں اور پھولیں۔ اور اُن میں برکت پیدا ہو اور خدا کے بندوں کو نفع پہنچے۔

اسیطرح وہ حقیقی کسان کبھی اپنے خاص بندوں کو مٹی میں پھینک دیتا ہے۔ اور لوگ اُن پر چلتے ہیں۔ اور پیروں کے نیچے کچلتے ہیں۔ اور ہر ایک طرح سے اُن کی ذلت ظاہر ہوتی ہے۔ تب تھوڑے دنوں کے بعد وہ اپنے سبزے کی شکل پر ہو کر نکلتے ہیں۔ اور ایک عجیب رنگ اور شکل آب کیساتھ نمودار ہوتے ہیں۔ جو ایک دیکھنے والا تعجب کرتا ہے۔ [illegible] ڈالے جاتے ہیں۔ لیکن غرق کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ تا ان موتیوں کے وارث ہوں کہ جو دریائے وحدت کے نیچے ہیں۔ اور وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں لیکن اسلئے نہیں کہ جلائے جائیں بلکہ اسلئے خدا تعالیٰ کی قدرتیں ظاہر ہوں۔ اور اُن سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ اور لعنت کی جاتی ہے اور وہ ہر طرح سے ستائے جاتے ہیں۔ اور دکھ دئے جاتے ہیں اور طرح طرح کی بولیاں ان کی نسبت بولی جاتی ہیں۔ اور بدظنیاں بڑھ جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ بہتوں کو خیال وگمان بھی نہیں ہوتا ہے کہ وہ سچے ہیں۔ بلکہ جو شخص اُن کو دکھ دیتا۔ اور لعنتیں بھیجتا ہے۔ وہ اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ بہت ہی ثواب کا کام کر رہا ہے۔ پس ایک مدت تک ایسا ہی ہوتا رہتا ہے۔ اور اس برگزیدہ پر بشریت کے تقاضے سے کچھ قبض طاری ہو تو خدا تعالیٰ اسکو ان الفاظ سے تسلی دیتا ہے کہ صبر کر جیسا کہ پہلوں نے صبر کیا۔ اور فرماتا ہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ پس وہ صبر کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ امر مقدر اپنے مدت مقررہ تک پہنچ جاتا ہے۔ تب غیرت الٰہی اس غریب کے لئے جوش مارتی ہے اور ایک ہی تجلی میں اعداء کو پاش پاش کر دیتی ہے۔ سو اول نوبت دشمنوں کی ہوتی ہے۔ اور اخیر میں اسکی نوبت آتی ہے۔

اسی طرح خداوند کریم نے بارہا مجھے سمجھایا کہ ہنسی ہوگی۔ اور ٹھٹھا ہوگا۔ اور لوگ لعنتیں کریں گے اور بہت ستائینگے۔ لیکن آخر نصرت الٰہی تیرے شامل ہوگی۔ اور خدا دشمنوں کو مغلوب اور شرمندہ کریگا۔ چنانچہ براہین احمدیہ میں بھی بہت سا حصہ الہامات کا انھیں پیشگوئیوں کو بتلا رہا ہے۔ اور مکاشفات بھی یہی بتلا رہے ہیں۔ چنانچہ ایک کشف میں مینے دیکھا۔ کہ ایک فرشتہ میرے سامنے آیا۔ اور وہ کہتا ہے کہ لوگ پھرتے جاتے ہیں۔ تب مینے اسکو کہا کہ تم کہاں سے آئے تو اس نے عربی زبان میں جواب دیا اور کہا کہ جئت من حضرۃ الوتر یعنی میں اس کی طرف سے آیا ہوں جو اکیلا ہے تب میں اس کو ایک طرف خلوت میں لے گیا اور مینے کہا کہ لوگ پھرتے جاتے ہیں مگر کیا تم بھی پھر گئے؟ تو اس نے کہا کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ تب میں اس حالت سے منتقل ہو گیا۔

لیکن یہ سب امور درمیانی ہیں۔ اور جو خاتمہ امر پر موقوف ہو چکا ہے وہ یہی ہے کہ بار بار کے الہامات اور مکاشفات سے جو ہزارہا تک پہنچ گئے ہیں۔ اور آفتاب کی طرح روشن ہیں۔ خدا تعالیٰ نے الزام سے تیری بریت ظاہر کر دوں گا۔ اور تیرے غلبہ ہوگا۔ اور تیری جماعت قیامت تک اپنے مخالفوں پر غالب رہے گی۔ اور فرمایا میں زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کر دوں گا۔ اور یاد رہے کہ یہ الہامات اسلئے نہیں لکھے گئے کہ ابھی کوئی ان کو

ہو جاؤ خاک مرضئ مولیٰ اسی میں ہے

وہ دور ہیں خدا سے جو تقوے سے دور ہیں
ہر دم اسیر نخوت و کبر و غرور ہیں

تقوے یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو

اس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو
اس یار کے لئے رہِ عشرت کو چھوڑ دو

لعنت کی ہے یہ راہ سو لعنت کو چھوڑ دو
ورنہ خیال حضرت عزت کو چھوڑ دو

تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول
تا تم پہ ہو ملائکہ عرش کا نزول

اسلام چیز کیا ہے۔ خدا کے لئے فنا
ترک رضائے خویش پئے مرضئ خدا

جو مر گئے انہی کے نصیبوں میں ہے حیات
اس رہ میں زندگی نہیں ملتی بجز ممات

شوخی و کبر دیو لعیں کا شعار ہے
آدم کی نسل وہ ہے جو وہ خاکسار ہے

اے کرم خاک! چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر حضرت رب غفور کو

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضئ مولیٰ اسی میں ہے

تقوے کی جڑھ خدا کے لئے خاکساری ہے
عفت جو شرط دیں ہے وہ تقوے میں ساری ہے

جو لوگ بدگمانی کو شیوہ بناتے ہیں
تقوے کی راہ سے وہ بہت دور جاتے ہیں

بے احتیاط اُن کی زباں وار کرتی ہے
اک دم میں اس علیم کو بیزار کرتی ہے

اک بات کر کے اپنے عمل سارے کھوتے ہیں
پھر شوخیوں کا بیج ہر اک وقت بوتے ہیں

کچھ ایسے سو گئے ہیں ہمارے یہ ہموطن
اٹھتے نہیں ہیں ہم نے تو سو سو کئے جتن

سب عضو سست ہو گئے غفلت ہی چھا گئی
قوت تمام نوکِ زباں میں ہی آ گئی

یا بدزبان دکھاتے ہیں یا ہیں وہ بدگماں
باقی خبر نہیں ہے کہ اسلام ہے کہاں

تم دیکھ کر بھی بد کو بچو بدگمان سے
ڈرتے رہو عقاب خدائے جہان سے

شاید تمہاری آنکھ ہی کر جائے کچھ خطا
شاید وہ بد نہ ہو جو تمہیں ہے وہ بدنما

شاید تمہاری فہم کا ہی کچھ قصور ہو
شاید وہ آزمائش رب غفور ہو

پھر تم تو بدگمانی سے اپنی ہوئے ہلاک
خود سر پہ اپنے لے لیا خشم خدائے پاک

گر ایسے تم دلیریوں میں بدگماں ہوئے
پھر اتقا کے سوچو کہ معنی ہی کیا ہوئے

موسیٰؑ بھی بدگمانی سے شرمندہ ہو گیا!
قرآں میں خضر نے جو کیا تھا پڑھو ذرا

بندوں میں اپنے بھید خدا کے ہیں صد ہزار
تم کو نہ علم ہے نہ حقیقت ہے آشکار

پس تم تو ایک بات کے کہنے سے مر گئے
یہ کیسی عقل تھی کہ براہِ خطر گئے

بدبخت تر تمام جہاں سے وہی ہوا
جو ایک بات کہہ کے ہی دوزخ میں جا گرا

پس تم بچاؤ اپنی زباں کو فساد سے
ڈرتے رہو عقوبت رب العباد سے

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

قبول کرلے۔ بلکہ اس واسطے کہ ہر ایک چیز کے لئے ایک موسم اور وقت ہے۔ پس جب الہامات کے ظہور کا وقت آئیگا اُس وقت یہ تحریر مستعد دلوں کے لئے زیادہ تر ایمان اور تسلی اور یقین کا موجب ہوگی ۔

والسلام علےٰ من تبع الہدےٰ

تعدد ازدواج

کثرت ازدواج کے متعلق صاف الفاظ قرآن مجید میں دو دو تین تین چار چار کرکے ہی آرہے ہیں۔ مگر اسی آیت میں اعتدال کی بھی ہدایت ہے۔ اگر اعتدال نہ ہوسکے اور محبت ایک طرف زیادہ ہو جائے۔ یا آمدنی کم ہو۔ اور یا قوائے رجولیت ہی کمزور ہوں۔ تو پھر ایک سے تجاوز نہیں کرنا چاہیئے۔ ہمارے نزدیک یہی بہتر ہے کہ انسان اپنے تئیں ابتلا میں نہ ڈالے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ لا یحب المعتدین

حلال پر بھی ایسا زور نہ مارو کہ نفس پرست ہی بن جاؤ غرض حلال کو حلال سمجھ کر بیوی کا بندہ ہو جاوے تو بھی غلطی کرتا ہے۔ ہر ایک شخص اللہ تعالےٰ کی منشاء کو نہیں سمجھ سکتا۔ اس کا یہ منشاء نہیں کہ بالکل زن مرید ہوکر نفس پرست ہی ہو جاؤ۔ اور وہ یہ بھی نہیں چاہتا کہ رہبانیت اختیار کرو۔ بلکہ اعتدال سے کام لو۔ اور اپنے تئیں بیجا کارروائیوں میں نہ ڈالو۔

انبیاء علیہم السلام کے لئے کوئی نہ کوئی تخصیص اگر اللہ تعالیٰ کر دیتا ہے۔ یہ کوتاہ اندیش لوگوں کی ابلہ فریبی اور غلطی ہے کہ وہ اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ دیکھو توریت میں کاہنوں کے فرقہ کے ساتھ مراعات ملحوظ رکھی گئی ہیں۔ اور ہندوؤں کے برہمنوں کے لئے خاص خاص رعائتیں ہیں۔ پس یہ نادانی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی کسی تخصیص پر اعتراض کیا جاوے اُن کا نبی ہونا ہی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ جو اور لوگوں میں موجود نہیں

خدا کا تلون بھی رحمت ہے۔ دیکھو یونس علیہ السلام کی کی قوم کے معاملہ میں قطعی الہام دے کر جب لوگوں نے چیخنا اور چلانا شروع کیا تو عذاب ٹال دیا۔ اور رحمت کے ساتھ اُن پر نگاہ کی۔ پس خدا کے تلون میں بھی ایک خاص لطف ہے۔ مگر اس کو وہی لوگ اُٹھا سکتے ہیں۔ جو اس کے سامنے روتے اور عجز و نیاز ظاہر کرتے ہیں۔ مجھے بارہا تعجب آتا ہے کہ لوگ اپنے جیسے انسان کی خوشامد تو کرتے ہیں مگر افسوس خدا کی خوشامد نہیں کرتے۔

یہ یاد رکھو کہ دعا کے لئے اگر جلدی جواب مل جاوے تو عموماً اچھا نہیں ہوتا۔ پس دعا کرتے ناامید نہ ہو۔ دعا میں جس قدر دیر ہو۔ اور اس کا بظاہر کوئی جواب نہ ملے تو خوش ہو کر سجدہ شکر بجا لاؤ۔ کیونکہ اس میں بہتری اور اور اس میں قبولیت دعا کا ایک راز ہم کو معلوم ہوتا ہے اور جوں جوں انسان کی قبولیت دعا میں بظاہر توقف اور دیر ہوتی جائے گی۔ اسی قدر اس کی اضطراری حالت اور بے چینی بڑھتی جائے گی۔ جس کی وجہ سے وہ خدا کے حضور

نہایت عجز سے اور بہت زور سے گڑگڑانے کے قابل ہو جائے گا۔ ایڈیٹر)

دعا بہت بڑی سپر کامیابی کے لئے ہے۔ یونس کی قوم گریہ و زاری اور دعا کے سبب آنے والے عذاب سے بچ گئی۔ میری سمجھ میں محاتبت مغاضبت کو کہتے ہیں اور حوت مچھلی کو کہتے ہیں۔ اور نون تیزی کو بھی کہتے ہیں۔ اور مچھلی کو بھی۔ پس حضرت یونسؑ کی وہ حالت ایک مغاضبت کی تھی۔ اصل یوں ہے کہ عذاب کے ٹل جانے سے اُن کو شکوہ اور شکایت کا خیال گذرا۔ کہ پیشگوئی اور دعا یوں ہی رائیگاں گئی۔ اور یہ بھی خیال گذرا کہ میری بات پوری کیوں نہ ہوئی پس یہی مغاضبت کی حالت تھی۔ اس سے ایک سبق ملتا ہے کہ تقدیر کو اللہ بدل دیتا ہے۔ اور رونا دھونا اور صدقات فرد قرارداد جرم کو بھی ردی کر دیتے ہیں اصول خیرات کا اسی سے نکلا ہے۔ یہ طریق اللہ کو راضی کرنے کے ہیں۔ علم تعبیر الرؤیا میں مال کلیجہ ہوتا ہے۔ اس لئے خیرات کرنا جان دینا ہوتا ہے۔ انسان خیرات کرتے وقت کس قدر صدق و ثبات دکھاتا ہے اصل بات تو یہ ہے کہ تیل و قال سے کچھ نہیں بنتا جبتک کہ عملی رنگ میں لاکر کسی بات کو کر نہ دکھایا جائے۔ صدقہ اس کو اسلئے کہتے ہیں کہ صادقوں پر نشان کر دیتا ہے۔ حضرت یونسؑ کے حالات میں درمنثور میں لکھا ہے کہ آپنے کہا کہ مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ جب تیرے سامنے کوئی آوے گا تجھے رحم آجائے گا۔ ؎

"ایں مشتِ خاک را اگر نہ بخشم چہ کنم"

منشی رستم علی کورٹ انسپکٹر دہلی کے خواب کی تعبیر میں فرمایا کہ :۔

نماز عید شہر میں پڑھنا بہت بڑی کامیابی ہے۔

ابولہب قرآن کریم میں عام ہے۔ نہ خاص مراد وہ شخص ہے جس میں التہاب و اشتعال کا مادہ ہو۔ اسی طرح حمالۃ الحطب ہیزم کش عورت مراد ہے جو سخن چین ہو۔ آگ لگانے والی۔ چغل خور عورت آدمیوں میں شرارت کو بڑھاتی ہے۔ سعدی کہتا ہے کہ ؎

سخن چین بدبخت ہیزم کش است

سورۂ تبت پر اعتراض سنکر فرمایا:۔

دنیا کی دولت اور سلطنت رشک کا مقام نہیں مگر رشک کا مقام دعا ہے۔ میںنے اپنے احباب حاضرین اور غیر حاضرین میں سے جن کے نام یاد آتے یا شکل یاد آتی۔ آج بہت دعا کی اور اتنی دعا کی۔ کہ اگر خشک لکڑی پر کی جاتی۔ تو سرسبز ہو جاتی۔ ہمارے [illegible]

(جزاک اللہ فی الدارین خیرا)

رمضان کا مہینہ الحمدللہ گذر گیا۔ عافیت اور تندرستی سے یہ دن حاصل رہے۔ پھر اگلا سال خدا جانے کس کو آئے گا۔ کس کو معلوم ہے کہ اگلے سال کون ہوگا۔ پھر کس قدر افسوس کا مقام ہوگا۔ کہ اگر اپنی جماعت کے اُن لوگوں کو فراموش کر دیا جائے۔ جو انتقال کر گئے ہیں یہ ایسے وقت میں آدمایا کہ جب فہرست میں زندوں کے نام ثبت ہو رہے ہیں۔

ظاہر پرستی سے یہودیوں پر یہ آفت آئی۔ کہ وہ مسیح علیہ السلام کا انکار کرتے رہے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی انکار کرتے رہے۔ ان کو یہ خیال تھا کہ مسیح آئے گا۔ تو ایک بادشاہ ہوکر آئے گا۔ اور بڑے شان و شوکت سے تخت داؤد پر جلوہ افروز ہوگا۔ اور اس کے آنے سے پیشتر ایلیا آسمان سے اُترے گا۔

مگر جب مسیح آیا۔ تو اس نے ایلیا یوحنا کو بنایا۔ اور آپ بجائے بادشاہ ہونے کے ایسی عاجزی دکھائی کہ سر رکھنے کی بھی جگہ نہ ملی۔ اب ظاہر پرست یہودی کیونکر مان لیتے۔ پس اُنھوں نے بڑے زور سے انکار کیا۔ اور اب تک کر رہے ہیں۔

یہی مصیبت ہمارے زمانہ کے مولویوں اور ملاؤں کو پیش آئی۔ وہ منتظر ہیں مسیح اور مہدی آکر لڑائیاں کرے گا۔ مگر خدا تعالےٰ نے یہ امر بھی ملحوظ نہ رکھا تھا۔ اور بخاری نے یضع الحرب کہہ کر اس کا قضیہ ہی چکا دیا تھا۔ اور پھر بھی یہ امن اور سلامتی کے خواستگار کو ماننا نہیں چاہتے۔ (کلمات طیبات فروری ۱۸۹۹ء)

عقلمند وہ ہے جو عذاب آنے سے پیشتر اس کی فکر کرتا ہے۔ اور دور اندیش وہ ہے۔ جو مصیبت سے پہلے اُس سے بچنے کی فکر کرتا ہے۔

انسان کو یہی لازم ہے کہ آخرت پر نظر رکھ کر بُرے کاموں سے توبہ کرے۔ کیونکہ حقیقی خوشی اور سچی راحت اسی میں ہے اور یہ ایک یقینی امر ہے کہ کوئی بدکاری اور گناہ کا کام ایک لحظہ کے لئے بھی سچی خوشی نہیں دے سکتا۔ بدکار بدمعاش کو تو ہر دم اظہار راز کا خطرہ لگا ہوا ہے۔ پھر وہ اپنی بدعملیوں میں راحت کا سامان کہاں دیکھے گا۔ آخرت پر ایمان رکھنے والے ہمیشہ مبارک ہیں۔ ؎

مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

دیکھو ان قوموں کا حال جن پر وقتاً فوقتاً عذاب آئے۔ ہر ایک کو یہی لازم ہے کہ اگر دل سخت بھی ہو تو اُسے ملامت کرکے خشوع خضوع کا سبق دے۔ رونا اگر نہیں آتا تو رونی صورت بنادے پھر خود بخود آنسو نکل آئینگے۔

ہماری جماعت کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں۔ کیونکہ اُن کو تو تازہ معرفت ملتی ہے اور اگر معرفت کا دعوےٰ کرکے کوئی اس پر نہ چلے۔ تو یہ نری لاف و گزاف ہی ہے۔ پس ہماری جماعت کو دوسروں کی [illegible] اور اُن کی محبت سرد دیکھ کر خود بھی دل سخت نہ کرلے۔

(مارچ ۹۹ء)

سالانہ جلسے کے متعلق میرے تاثرات

نمبر ۵

اصحاب الجنّت کے دربار میں

(۲۱)

میں علی الصباح بہشتی مقبرہ میں گیا۔ دیکھا خدا کے راستباز نبی کے ساتھ سینکڑوں انسان لیٹے ہوئے ہیں۔ میں نے ان سب پر سلام پڑھا۔ اور تھوڑی دیر تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار کی پائینتی کھڑے ہو کر دعا کی۔ جس وقت تک میں دعا کرتا رہا مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرے کلمات اوپر کو دوڑ رہے ہیں۔ ٹھیک اسطرح پر جس طرح برقی تار گھروں میں تار کے کاغذ تاروں پر دوڑتے چلے جاتے ہیں۔ اس کیفیت اور تقلب کے تاثرات کو چھوڑ کر (جو دعا کے وقت تھے) میں باچشم گریاں باہر نکلا۔ لوگ کثرت سے ادھر اُدھر پھرتے اور دعائیں کرتے تھے۔ باہر پہلے قطعے میں نعمت اللہ شہید کا کتبہ نظر آیا۔ میں اس کتبے کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اور وہ تمام واقعات یکے بعد دیگرے میری نظر سے گذرے۔ جب میں ۱۹۱۹ء میں نعمت اللہ شہید اور چند دوستوں کے ساتھ بنوں کی طرف جا رہا تھا۔ اور میراں شاہ کے مقام سے خوست کے علاقہ سے میں نے اسکو کابل روانہ کیا تھا۔ اس وقت کون جانتا تھا کہ یہ خاموش رہنے والا درویش اتنا بڑا عظیم الشان انسان ثابت ہو گا۔ میں نے اس کے سنگِ مزار کو چھوا۔ اور اس کے لئے دعا کی۔ تب امان اللہ کو اپنے سامنے پایا۔ اور اس سے کہا کہ دیکھ جسے تو نے ہلاک کیا تھا وہ ابدالآباد کے لئے زندہ ہے۔ دنیا کے ہر گوشہ سے لوگ آتے ہیں۔ اور اسپر دعا کرتے ہیں۔ اور خدا نے تجھے یہ بدلا دیا کہ تیرا تاج و تخت چھین لیا گیا۔ کہ تو اہل نہ تھا۔ بادشاہ کو مذہبی معاملہ میں ہر شخص کو آزادی دینی چاہیئے۔ لیکن تو نے اپنی سلطنت کو بچانے کے لئے کہ تجھے قادیانی کہہ کر تیرے خلاف جوش پیدا کیا جاتا ہے۔ تو نے قادیانی بکریوں کو شہید کرا دیا۔ لیکن وہ سلطنت تیرے اور تیرے خاندان سے نکل گئی۔ ؎

دیدی کہ خونِ ناحق پروانہ شمع را
چنداں اماں نداد کہ تکمیل شب کنند

میں نے چاروں طرف نظر کی۔ اور کہا کہ خدا کے فرستادہ کی روحانی قوت کس قدر زبردست ہے کہ اپنے صادق خدام کو مرنے کے بعد بھی اپنے پاس جمع کر لیا۔ مجھے وہ دن یاد آتے جب ۱۹۰۵ء میں الوصیت کے ماتحت مقبرہ بہشتی کی تاسیس ہوئی اور سب سے پہلے حضرت مخدوم الملت مولانا عبدالکریم رضی اللہ تعالٰے عنہ کی لاش کو یہاں دفن کیا گیا۔ جو پہلے امانتاً ایک دوسرے قبرستان میں دفن تھی۔ اس کے بعد یہ مقبرہ آباد ہونا شروع ہوا۔ اور اب تو اس میں سونے والوں کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ ہو گئی۔ ان کی قبروں سے اٹھتی ہوئی ایک آوازیں سنتا تھا کہ

محبوب کو پانے کا یہی ایک راستہ ہے۔ کہ موت اختیار کرو۔ قبل اسکے تمھیں موت آ جائے۔

مجھے حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی۔ میں ان کے مزار پر گیا۔ اور سلام کہا۔ میں نے دیکھا کہ وہ شخص جو قلم و زبان کا بادشاہ تھا۔ جس کے کلام میں وہ جاذب تاثیر تھا کہ وہ بڑے بڑے مجمع پر حکومت کرتا تھا۔ آج سینکڑوں من مٹی کے نیچے سویا ہوا ہے۔ میں نے اس کے کتبہ پر نظر کی اور کہا کہ اے سعادت مند انسان! تیرے کمالات کا بیان خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا۔ مقبرہ بہشتی میں یہ نعمت تیرے بعد صرف حضرت صاحبزادہ مبارک احمد صاحب کو حاصل ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لکھا ہوا کتبہ اس کے مزار پر ہے۔

مختلف قبروں پر سے میں گذرا۔ اور مجموعی طور سے میں نے دیکھا کہ خدا کے فرستادہ کی مخلص جماعت کا یہ ایک حصہ ہے۔ جنھوں نے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ وہ اس دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص رفیق تھے۔

میں نے ان سب پر سلام کہا اور چلا آیا۔

(۲۲)

مسجد مبارک کے نیچے سے گزر کر مسجد اقصٰے میں پہنچا اور میں نے

منارۃ البیضاء

کو دیکھا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس کی بنیاد میرے سامنے رکھی گئی۔ تعمیر میرے سامنے شروع ہوئی اور تکمیل بھی ہو گئی۔ میں اس مرد بزرگ کی قبر کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا جس نے اسں مسجد کی بنیاد رکھی تھی۔ اور جس کے اخلاص کا یہ ادنیٰ نمونہ ہے کہ جس نے کہا تھا کہ مجھے یہاں دفن کرنا۔ تاکہ لوگ دعا کرتے رہیں۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد بزرگوار تھے۔

مسجد اقصٰے کی زمین خریدنے میں انھیں بہت بڑی دقّت پیش آئی۔ قادیان کے ہندوؤں نے بلاوجہ مقابلہ کر کے زمین کی قیمت بڑھانی شروع کی۔ لیکن اس مردِ خدا نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ساری قادیان دے دوں گا۔ اور اس زمین کو لے کر مسجد بناؤں گا۔

جب مسجد تعمیر ہو رہی تھی تو عم زاد بھائیوں نے کہا کہ اُلّو بولا کریں گے۔ کون نماز پڑھنے آئے گا۔ وہ ایسے خیالات کر رہے تھے۔ اور خدا تعالےٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشارتیں دے رہا تھا۔

آخر مسجد بنی اور آج وہ باوجود اپنی وسعت کے تنگ ہے۔ اور اور وسعت چاہتی ہے۔

اسوقت مسجد کی توسیع کے تمام مرحلے میری آنکھوں کے سامنے سے گزرے۔ اور توسیع مسجد کی زمین خریدنے میں میری کوششوں کا ایک بڑا حصہ ہے۔ جس کے لئے میں خدا تعالےٰ کے فضل کا بڑا شکر گذار ہوں۔

میں نے منارۃ المسیح کی طرف دیکھا۔ اور کہا کہ یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کا منارہ ہے جو ہمیشہ حضورؐ کی صداقت مسیح موعودؑ کی صداقت کا اعلان کرے گا۔

میں اسپر چڑھ گیا۔ اور ارد گرد دور تک مسیح موعود علیہ السلام کی پیاری بستی کو پھیلتے اور بڑھتے دیکھا۔ تب میں نے ایک جوش کے ساتھ کہا ؎

اے قادیاں کی بستی تجھپر سلام ہوئے
رحمت خدا کی نازل تجھ پر مدام ہوئے

یہ کہہ کر میں اُتر آیا۔ اور میں نے پھر خدا کا شکر ادا کیا کہ یہ بابرکت بستی وہ ہے جہاں ہمیشہ خدا کے فرشتے اُترتے رہتے ہیں۔ جہاں انسان کو سینکڑوں نیکیوں کی تحریک ہوتی ہے۔

میں نے کہا کہ جلسہ مبارک ہے اور جو اس میں شامل ہوئے وہ خدا کی برکات سے بہت بڑا حصہ لے کر گئے۔ دل پر خیالات کا عجیب سلسلہ ہے۔ مگر اب میں اسے ختم کر دیتا ہوں۔ مجموعی طور پر ایمان بڑھانے کے لئے۔ خدا تعالےٰ کے زندہ نشانات کو دیکھنے کے لئے۔ روحانی زندگی کے حصول کے لئے یہ بہت ہی مبارک اور کارآمد موقع ہے

خدا کرے یہ دن کبھی نہ چھوٹیں ——!

جو اب تک نہیں آئے وہ آئیں اور اس کی برکتوں سے فیض پائیں۔ — والسلام

(عرفانی)

نوٹ

یہ مضمون والد محترم نے بستر علالت پر شب کے ساڑھے تین بجے لکھوایا۔ (محمود احمد عرفانی)

۲۶ مئی ۱۹۳۴ء کو الحکم کا خاص نمبر شائع ہوگا۔

۲۶ مئی کی تاریخ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں ایک یوم انقلاب ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبی نے خدا کی وحی کے مطابق رفع الی اللہ کا مقام پایا۔ ایسی عظیم الشان ہستیوں کی زندگی کے ایسے انقلابی ایام ان کی جماعتوں اور سلسلوں میں زندگی اور کامیابی کی روح پیدا کر دیا کرتے ہیں۔ اس مقصد کو مدنظر رکھ کر میں ۲۶ مئی کو الحکم کا ایک خاص نمبر شائع کرنا چاہتا ہوں۔ بشرطیکہ اس کی

پانچ ہزار کاپیوں کی اشاعت

کا انتظام قبل از وقت ہو جائے۔ اس کے لئے میں صرف پچاس محبان مسیح موعود علیہ السلام کو پکارتا ہوں۔ کہ وہ ایک ایک سو کاپی لے کر تقسیم کریں۔ یہ خاص نمبر الحکم کے پورے چالیس صفحے پر شائع ہوگا۔ اس میں اول سے لے کر آخر تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت، سیرت اور کارناموں کا ذکر ہوگا۔ سو کاپی کے خریدار کو ساڑھے بارہ روپے (للعہ) فی سینکڑہ کے حساب سے دیا جائے گا۔ ایک کاپی کی قیمت چار آنے ہوگی ——— میں امید کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص اور فدائی خدام میں سے پچاس ایسے اشخاص اپنے نام دے دینگے۔ جو اس نمبر کی اشاعت کا موجب ہو سکے۔

اگر پانچہزار کاپی پوری نہ ہو سکی۔ تو میں نہایت افسوس کے ساتھ اس کی اشاعت ملتوی کر دوں گا اس لئے مارچ کے آخیر تک اس تعداد کو پورا کر دیا جائے! **میں کام کرنا چاہتا ہوں بشرطیکہ** آپ میرے ساتھ تعاون کریں خدا آپ کا حافظ ناصر ہو۔

خاکسار:— عرفانی

احباب سے ایک درخواست

الحکم کے قدیم سرپرستوں میں (جو اب تک خدا کے فضل سے زندہ ہیں۔) الحکم کا پرچہ ارسال ہے۔ اور مجھے ہر گونہ یقین ہے کہ وہ اس کی سرپرستی میں اپنی مسرت یقین کرینگے۔ اگر وہ کسی وجہ سے خریدار نہ رہنا چاہیں۔ تو از راہ کرم بواپسی ڈاک اطلاع دیں۔ ایسا ہی جن دوسرے احباب کی خدمت میں بغرض تحریک خریداری پرچہ بھیجا جائے۔ اگر وہ خریدار نہ ہونا چاہیں۔ تو اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔ الحکم کے اس دور میں چاہتا ہوں کہ بقایا کا کوئی حساب نہ رہے۔ میں جذبات آفریں الفاظ میں کوئی اپیل نہیں کرتا۔ صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ الحکم کے احیاء و بقا کی تحریک میں حصہ لینا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بازو کو قائم رکھنے سے ثواب و سعادت سے بہرہ اندوز ہونا ہے۔

(عرفانی)

مشاہدات عرفانی

(یعنی)

ایڈیٹر الحکم کا سفرنامہ یورپ اور بلادِ اسلامیہ

مصنف نے کامل دو سال تک یورپ اور بلاد اسلامیہ کی سیاحت کے بعد اپنے مشاہدات کو کتابی شکل میں شائع کرنا شروع کیا ہے۔ یہ سفرنامہ چار جلدوں میں مکمل ہوگا۔ پہلی جلد شائع ہو چکی ہے

یہ سفرنامہ بالکل نئی طرز کا لکھا گیا ہے

نکتہ رس اور غور کن دماغ سے کام لے کر ان ملکوں میں آنکھ کے مشاہدات کے لئے چھوڑا ہے۔ اس سفرنامہ کے پڑھنے سے ملکی اور قومی ترقی کے سربستہ اسرار۔ اور قوموں کے عروج و زوال کا پتہ لگے گا۔ قعر ذلت سے نکل کر بام رفعت پر کیوں کر پہنچ سکتے ہیں؟ اس کا جواب ہوگا۔

ہر مقام اور شہر میں جہاں مصنف گیا ہے۔ معمولی نظر سے نہیں بلکہ شوق افزا صورت میں واقعات اور تاریخ کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں۔

مسلمانوں میں قومی زندگی اور ملی روح کے نشوونما کے لئے اس سفرنامہ کو ضرور پڑھنا چاہیئے۔

قیمت جلد اول ——— دو روپے آٹھ آنے عہ ——— علاوہ محصولڈاک

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات

اپنے دوستوں کے نام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات کی پانچویں جلد اب شائع ہو گئی ہے۔ اس میں حضور کے وہ مکتوبات ہیں جو آپ نے اپنے مخلص احباب اور خدام کو لکھے

پہلے نمبر میں

حضرت سیٹھ عبد الرحمن صاحب مدراسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام مکتوب ہیں۔ اور

دوسرے نمبر میں

حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ عنہ کے نام مکتوبات ہیں۔ اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ جبتک کہ مکتوبات کا ذخیرہ ختم نہ ہو جائے۔ اس جلد کے

تیسرے نمبر میں

حضرت چوہدری رستم علی خان رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب ہیں۔ اور

چوتھے نمبر میں

حضرت نواب محمد علیخان صاحب قبلہ سلمہ اللہ تعالیٰ کے نام مکتوبات ہیں۔ اس سلسلہ کے ہر نمبر کی قیمت سردست ایک روپیہ ہے لیکن جب خریداروں کی تعداد ایکہزار پہنچ جائیگی تو قیمت نصف کر دی جائیگی۔ تھوڑی جلدیں طبع ہوئی ہیں احباب جلد منگوائیں

ملنے کا پتہ:— منیجر اخبار الحکم قادیان دار الامان ضلع گورداسپور پنجاب

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپا اور تراب منزل دفتر اخبار الحکم - الحکم سٹریٹ قادیان سے شائع ہوا۔